اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / سولہواں اجلاس (چوتھی نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 31/جولائی 2025ء بمطابق ۵/صفرالمظفر ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	وقفہ سوالات۔	05
3	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	07
4	رخصت کی درخواستیں۔	07
5	آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔	08
6	قرارداد نمبر 54۔	10
7	قرارداد نمبر 54۔	22
8	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	38

جلد 16 ☆☆☆ شمارہ 04

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 31/جولائی 2025ء بمطابق ۵/صفر المظفر ۱۴۴۷ھ۔
بوقت سہ پہر 3 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر
بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا وقفة وَاغْفِرْ لَنَا وقفة وَارْحَمْنَا وقفة اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۲۸۶ ع

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تُو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللہ۔ جی میڈم! ایک منٹ تشریف رکھیں، کرتے ہیں، آپ کو بیشک، آپ اپنی پارٹی کی طرف سے ضرور welcome کریں۔ جی. ok, ok صرف دومنٹ کے لیے۔ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔ مَیں اپنی طرف سے اور پورے ہاؤس کی طرف سے ہمارے معزز اراکین سینٹ جو دو دن سے بلوچستان کے دورے پر ہیں، اُن کو بلوچستان اسمبلی میں خوش آمدید کہتا ہوں، سردار عمر گورگیج صاحب، جو سینیٹر بھی ہیں اور اب پیپلز پارٹی کے پراونشل پریذیڈنٹ بھی ہیں۔ ساتھ بُلیدی صاحب ہیں، مندوخیل صاحب ہیں، منظور کاکڑ صاحب ہیں، رانا مشہود الحسن صاحب ہیں، اِن سب کو Once again welcome to the Balochistan Assembly. Thank you very much.، جی میڈم! اگر آپ اپنی پارٹی کی طرف سے کرنا چاہتی ہیں تو ضرور کریئے گا۔ مائیک آن کریں میڈم کا۔

میڈم غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جی مَیں سب سے پہلے اپنے معزز تمام سینیٹرز اُن کی پوری ٹیم جو آج بلوچستان اسمبلی میں آئی ہے اُن کو اپنی پارٹی کی طرف سے اور اپنی طرف سے مَیں welcome کرتی ہوں، جن میں ہمارے سینیٹر بلال احمد مندوخیل صاحب، سینیٹر منظور احمد کاکڑ صاحب، سینیٹر جان محمد بلیدی صاحب، سینیٹر سردار محمد عمر گورگیج صاحب اور سینیٹر رانا مشہود الحسن صاحب، اِن سب کو ہم welcome کرتے ہیں اپنی اسمبلی میں۔ Thank you so much sir

جناب اسپیکر: thank you۔ جی سلیم آپ کریں گے یا۔ سلیم کھوسہ صاحب کا مائیک آن کریں۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر مواصلات، ورکس، وزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): جی پلیز۔ مَیں معزز سینیٹرز صاحبان جو بلوچستان اسمبلی تشریف لائے ہیں مَیں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی مسلم لیگ کی طرف سے اُن کو یہاں welcome کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹر مالک صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے، باقی وہ اپنی نمائندگی خود کریں گے، نیشنل پارٹی کی طرف سے مَیں سینیٹرز صاحبان کو welcome کرتا ہوں۔ اور اُمید رکھتا ہوں کہ بلوچستان کے وہ frequently visit کریں گے تاکہ یہاں کے مسائل اور مشکلات کو ہم، کچھ تو بلوچستان کی ہیں لیکن ہم حقیقتاً بلوچستان اِس وقت مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ جو اسلام آباد میں impression ہے وہ غلط ہے۔ واقعی اب ہم مشکل حالات سے گزر رہے ہیں ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ بلوچستان کے issues کو وہاں آپ لوگ سنجیدگی سے لے لیں، خاص طور پر جو law & order کا یہاں مسئلہ ہے لاپتہ افراد کا مسئلہ ہے یا دوسری جو مشکلات ہیں ہماری آپ سے گزارش ہے کہ

آپ اِن چیزوں کو آگے لے جائیں گے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔جی آغا عمر صاحب۔

پرنس احمد اعمر احمد زئی: بہت شکریہ۔اسپیکر صاحب م! میں جی اپنے colleagues کو ہمارے سینیٹرز ہیں،اُن سب کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اِس طریقے سے مَیں سمجھتا ہوں کہ جی اِن کو کم سے کم ہر کوارٹر پر ایک چکر لگانا چاہیے اور بلوچستان کے معاملوں کو اُدھر highlight کریں۔جزاک اللہ۔

جناب اسپیکر: thank you،جی زابد علی ریکی صاحب آپ اپنی پارٹی کی طرف سے اگر کہنا چاہ رہے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔thank you جناب اسپیکر صاحب۔مَیں اپنے سینیٹرز جتنے ہیں،اپنی پارٹی کی طرف سے اور جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اِن لوگوں کو welcome کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر صوبائی صدر پیپلز پارٹی کے صدر عمر گور گیج صاحب کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے مسئلے اُن کے سامنے ہیں اور اُس کو اللہ تعالیٰ نے ایک موقع دیا ہوا ہے،پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر ہونے پر کہ بلوچستان کے جو مسئلے ہیں وہاں اپنے پریذیڈنٹ سے بلوچستان کے جو مسئلے مسائل ہیں اُن کو توجہ دی جائے۔

جناب اسپیکر: Thank you very much۔وقفہ سوالات۔جی ڈاکٹر صاحب کا مائیک آن کردیں۔جی جی اشوک صاحب۔

ڈاکٹر اشوک کمار: سینیٹر صاحبان کو بلوچستان اسمبلی میں آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔سب سے پہلے کیونکہ یہ میرے colleague بھی رہے ہیں اِن میں سے تین کے ساتھ میں نے چھ سال اچھے گزارے ہیں تو مَیں اُس حوالے سے بھی اُن سے گزارش کروں گا کہ آپ بلوچستان اسمبلی میں آئے ہیں اور بلوچستان اسمبلی کے اور بلوچستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں تو براہ مہربانی یہ جو چیزیں ہیں ہماری مجھے تو بڑی خوشی ہوئی کہ سلیم مانڈوی والا صاحب بھی ہوتے کیونکہ آپ کے چیئرمین تو یہاں بیٹھتے اور ہمارے تھوڑے مسئلے مسائل بھی سُنتے اور اُن کو address کرتے تو زیادہ خوشی ہوتی۔ Thank you very much

جناب اسپیکر: thank you۔وقفہ سوالات۔

میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر53 دریافت فرمائیں۔

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔سوال نمبر53۔

جناب اسپیکر: Who is to respond۔concerned Minister please جی علی مدد آپ respond کریں گے؟

میر زابد علی ریکی: سر! منسٹر خود ہو جاتا جناب اسپیکر صاحب۔ منسٹر کا موجود ہونا جناب اسپیکر صاحب! لازمی ہے منسٹر خود آ جاتا ہے ہمارے سوالات کو۔۔۔

جناب اسپیکر: اگر آپ یہ بہتر سمجھتے ہیں منسٹر کا ہونا ضروری ہے اور ان questions کو defer کیا جائے۔

میر زابد علی ریکی: جتنا میں کہتا ہوں ایگریکلچر کے ہیں، defer کریں next time پر۔ منسٹر علی حسن خود آ جائیں جواب دے دیں تو بہتر ہے۔

میر علی مدد جتک: جناب اسپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ پھر بھی میرا بھائی مطمئن نہیں ہیں تو ہم اِن کے ساتھ بیٹھ جائیں گے کیونکہ منسٹر صاحب اچانک کراچی چلے گئے ہیں کوئی میٹنگ تھی اُس نے مجھے ذمہ داری دی۔ مَیں بھائی کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں وہ واشک کے اُس میں اُس نے کیا ہے کہ کتنے۔۔۔

جناب اسپیکر: تو سوال آپ کو میر زابد ریکی صاحب اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں اگر وہ آپ کے جواب دے سکتے ہیں اُن کے منسٹر کے behalf پر۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! آپ کو یاد ہے ایک دن اِسی طرح کا سوال آیا تھا تو کسی اور concerned نے جب اُٹھ کر، منسٹرز سارے ہمارے colleagues ہیں بیٹھے ہوئے ہیں مگر جو سوال جواب تھا اُس ڈیپارٹمنٹ کا منسٹر نہیں تھا، کسی اور نے جواب دیا تھا، وہ جواب سے مطمئن نہیں ہو سکا، پھر اِس سے فائدہ کیا ہے۔ جناب اسپیکر! اِسی وجہ سے مَیں کہتا ہوں جو منسٹر ہے اُس کو اُس کے ڈیپارٹمنٹ کو اچھی طرح سے پتہ ہے کیا سوال سے کیا جواب ہے۔

جناب اسپیکر: Question No.53,92,159,162,88 and 99۔done done. یہ چونکہ منسٹر، آگے 107 بھی ہے مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کا agian وہ زراعت کے ساتھ ہے، یونس عزیز زہری صاحب کا Question No. 100 again زراعت کے ساتھ ہے، میر یونس عزیز کا again 226 محکمہ زراعت سے ہے، سید ظفر علی آغا صاحب کا سوال نمبر 129 again زراعت سے ہے، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب! سوال نمبر 134 again زراعت سے ہے، یہ تمام questions related to the department of agriculture، اِن تمام questions کو defer کیا جاتا ہے next session تک۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب سوال نمبر 248 دریافت فرمائیں محکمہ مال۔ مال میں، چونکہ ہدایت الرحمٰن صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔ جی. Minister for Revenue please. منسٹر صاحب کا مائیک آن کر دیں۔ آپ مائیک آن کر دیں پھر یہ red ہوگا۔ اب اِس side پر آ جائیں دوسرے پر۔ ok آپ کا مائیک آن ہو گیا ہے آپ کا اپنا بھی۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): سوال نمبر 248 پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆248 مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 5 مئی 2025ء۔

کیا وزیر مال از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ضلع گوادر میں سرکاری (وفاقی ،صوبائی) اداروں کو کتنی زمینیں الاٹ کی گئی ہیں کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر مال:

جواب کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔ **جواب موصول ہونے کی تاریخ 29 مئی 2025ء۔**

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے چونکہ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب آج یہاں نہیں ہیں اگر آپ اُسمیں کوئی تفصیل بتانا چاہتے ہیں تو بتائیں۔

وزیر مال: جی اِس کا سارا تفصیلی جواب دیا گیا ہے یہ کافی لمبا ہے۔ لائبریری میں پڑا ہوا ہے۔ جب بھی مولانا صاحب آئیں وہ تو لاہور میں ہیں خود کوئی دھرنا دیا ہے کیا ،کیا ہے۔ چلے گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ بات ویسے question والے جب question کرتے ہیں اور پھر اُسکو وہ persue نہیں کرتے یا پھر سیشن attend نہیں کرتے ہیں تو میرے اِس question کو desposed off کرتے ہیں۔

وزیر مال: ٹھیک ہے thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ جی مورخہ 25 جولائی کی نشست میں، آپ سب کو یاد ہوگا، کہ چیئر کی جانب سے جاری یہ رولنگ کے جواب میں محکمہ بورڈ آف ریونیو، محکمہ جنگلات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کی جانب سے رپورٹس موصول ہو چکی ہیں، جو آپ کے سامنے table کر دی گئی ہیں۔ اُس پر اگر معزز اراکین کے ساتھ کسی کو اگر کوئی بھی supplementary question ہے تو وہ اُس پر کر سکتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹسز۔**

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ again مولانا صاحب یہاں موجود نہیں ہیں اِس کو defer کیا جاتا ہے۔ سید ظفر علی آغا صاحب۔ جی؟ کس نے؟ ظفر آغا صاحب نے چھٹی کی درخواست دی ہے، اِن کے توجہ دلاؤ نوٹس کو defer کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: **رخصت کی درخواستیں۔**

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار فیصل خان جمالی صاحب، میر علی حسن زہری صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، ملک نعیم خان بازئی صاحب، جناب اصغر علی ترین صاحب، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب،

سید ظفر علی آغا صاحب، اور جناب رَوِی پہوجہ صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **آڈٹ رپورٹس کا پیش کیا جانا۔**

وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا پرفارمنس آڈٹ رپورٹ آف completed پیکیج آف کچھی پلین واٹر سپلائی پروجیکٹ فیز-II نصیر آباد بابت مالی سال 2014ء تا 23 آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کریں۔ جی بخت کاکڑ صاحب On behalf of Minister Finance

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): مَیں بخت محمد کاکڑ وزیر صحت، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا پرفارمنس آڈٹ رپورٹ آف completed پیکیج آف کچھی پلین واٹر سپلائی پروجیکٹ فیز-II نصیر آباد بابت مالی سال 23-2014ء آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ آف completed پیکیج آف کچھی پلین واٹر سپلائی پروجیکٹ فیز-II نصیر آباد بابت مالی سال 23-2014ء آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی اسپیشل آڈٹ رپورٹ برائے اکاؤنٹس آف دی پراونشل کوآرڈینیر expended پروگرام ان Immunization(EPI) مالی سال 19-2018ء تا 23-2022ء آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر صحت: مَیں بخت محمد کاکڑ وزیر صحت، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا اسپیشل آڈٹ رپورٹ برائے اکاؤنٹس آف دی پراونشل کوارڈینیر expended پروگرام ان Immunization(EPI) مالی سال 19-2018 ء تا 23-2022ء آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی اسپیشل رپورٹ، آڈٹ رپورٹ برائے اکاونٹس آف دی پراونشل کوارڈینیر expended پروگرام ان (EPI) Immunization مالی سال 19-2018 تا 23-2022ء آڈٹ سال 24-2023ء ایوان میں پیش ہوا۔ لہٰذا اِسے بھی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف دی گورنمنٹ آف بلوچستان آڈٹ سال 2025-2024ء ایوان میں پیش کریں۔

وزیر صحت: مَیں بخت محمد کاکڑ وزیر صحت، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف دی گورنمنٹ آف بلوچستان آڈٹ سال25-2024ءایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف دی گورنمنٹ آف بلوچستان آڈٹ سال25-2024ءایوان میں پیش ہوا، اِسے بھی پبلک اکاونٹ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: وزیر خزانہ! آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف لوکل گورنمنٹ اینڈ لوکل کونسلز بلوچستان آڈٹ سال25-2024ءایوان میں پیش کریں۔

وزیر صحت: مَیں بخت محمد کاکڑ وزیر صحت، وزیر خزانہ کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 171 کے تحت آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف لوکل گورنمنٹ اینڈ لوکل کونسلز بلوچستان آڈٹ سال25-2024ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: آڈیٹر جنرل آف پاکستان کا آڈٹ رپورٹ آن دی اکاونٹس آف دی لوکل گورنمنٹ اینڈ لوکل کونسلز بلوچستان آڈٹ سال25-2024ءایوان میں پیش ہوالہٰذا اِسے پبلک اکاونٹس کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

غیر سرکاری قراردادیں۔ جناب اصغر علی ترین صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر۔۔۔(مداخلت)۔ جی please ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: یہاں ایک اور رپورٹ رکھی ہوئی ہے، الیکشن کمیشن آف پاکستان کی۔ کیا یہ 2024ء کی دھاندلیوں کی رپورٹ ہے یا کیا ہے یہاں پر؟ اِس پر آپ نے گورنمنٹ میں، جس نے کوئی remarks نہیں دیئے ہیں یہ کیا رپورٹ ہے؟

جناب اسپیکر: یہ annual report ہے، table اِسکو کی ہے، ایجنڈے کی end پر جا کے اِسکو، اُس کے اُوپر discussion کریں گے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: اچھا۔

جناب اسپیکر: جی جی please۔ جناب اصغر علی ترین صاحب! چونکہ اُنہوں نے چھٹی کی درخواست دی ہے۔ لہٰذا اُن کے آج کی قرارداد کو defer کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب، ہدایت اللہ بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 53 پیش کریں۔ مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کی چھٹی کی درخواست ہے؟ غیر حاضر ہیں، اُن کے اِس قرارداد کو dispose off کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 54 پیش کریں۔۔۔(مداخلت) جی جی مَیں آپ کو اپنا ٹائم دوں گا۔ چونکہ آپ یہاں موجود نہیں تھے میں نے وہ رپورٹس آئی ہیں تو جیسے ہی یہ قرارداد، اِسکو نمٹاتے ہیں پھر آپ کو میں موقع دوں گا۔ جی۔

جناب زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔قرارداد نمبر 54۔ ہرگاہ کہ پوست کی کاشت اِس وقت صوبے میں ایک خطرناک ناسور بن چکی ہے، جس نے بلوچستان کے نوجوان، بزرگوں اور حتیٰ کہ بچوں تک کو نشے جیسی لعنت میں دھکیل دیا ہے۔ یہ زہر ہمارے معاشرے کی جڑیں کھوکھلا کر رہی ہے۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ حکومت کیجانب سے اِس سنگین مسئلے کے خلاف کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اُٹھائے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے صوبے کے اکثر علاقوں میں سرعام پوست کی کاشت جاری ہے۔ جہاں قانوں کی عملداری نہ ہونے کے برابر ہے۔ منافع کی لالچ اور مجرمانہ خاموشی نے ہماری نسلوں کو تباہی کے دہانے لا کھڑا کیا ہے۔ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم اِس غیر انسانی کاشت کی کھل کر نا صرف بھرپور مذمت کریں بلکہ پوست کی کاشت کی روک تھام کی بابت عملی اقدامات اُٹھانا اِنتہائی ناگزیر ہو چکا ہے۔ لہٰذا یہ ہے ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی نوجوان نسل کو تباہی سے بچانے کے لیے حکومت بلوچستان فوری طور پر پوست کی کاشت پر پابندی عائد اور کاشت کی ہوئی پوست کی فصل کو تلف کرنے کی بابت عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔ جن لوگوں نے پوست کاشت کی ہوئی ہے اُن کے خلاف سخت قانونی کارروائی بھی عمل میں لائی جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 54 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب زابد علی ریکی: جی thank you جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ اُس دن یہاں نہیں تھے point of public importance پر مَیں اُٹھا تو اِسکے بارے میں، پھر مَیں نے، دوست ہمارے جتنے یہاں بیٹھے تھے مَیں نے کہا مَیں قرارداد لاؤں گا۔ یہ بلوچستان کی نسلوں کو تباہ کرنے والا اور بلوچستان میں جتنی اس نشے کی وجہ سے ہماری نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے جناب اسپیکر صاحب! شکر ہے کہ آج ہمارے سارے سینیٹرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ ذمہ دار بندے ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ سینٹ ایوان بالا ہے۔ سینٹ میں بھی یہ قرارداد لائیں وہاں بھی اسکی بھرپور مذمت کریں۔ جناب اسپیکر! پوست کی کاشت ، افیون، چرس جو بلوچستان میں ابھی چل رہا ہے، ایگریکلچر کے حوالے پر جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سال میرا خیال سے دھڑا دھڑ چاہے بلوچ بیلٹ ہے چاہے پشتون بیلٹ ہے جناب اسپیکر! ایک تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اس پر جو منشیات بیچتے ہیں یا کاشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُور ہونے کا سبب یہی ہے جناب اسپیکر صاحب! چند پیسوں کی خاطر۔ جناب اسپیکر صاحب! افغانستان میں پابندی لگی ہوئی ہے۔ جتنے تاجر وغیرہ ہیں جناب اسپیکر صاحب! سب بلوچستان میں آ کے یہاں اپنی investment کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب!

جس کی زمینیں ہیں ایڈوانس میں دو کروڑ تین کروڑ دے رہے ہیں پیسے تو بہت ہیں آپ کو پتہ ہے افیون، چرس اور ڈرگ اور مختلف جو منشیات بنتی ہیں اسکے حوالے سے پیسے تو بہت ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! زمینداروں سے زمین لے کے وہاں ایگریکلچر کے حوالے سے پوست کاشت کی جارہی ہے۔اور یہ سال میرا خیال سے جناب اسپیکر! آپ کو پیاز، کپاس، گندم کا انشاء اللہ آپ کو کاشت اِتنی نہیں ملے گی جتنا کہ آپ کو یہ ناسور کا دانہ یہ جو افیون ہے جو چرس ہے جو بھی ہے اس کی کاشت آپ کو بلوچستان کی سرزمین میں زیادہ ملے گی جناب اسپیکر صاحب! یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے۔ ہماری نسلیں تباہ ہوجائیں گی۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے نوجوانوں کے خون میں، بجائے وہ قلم اور کاغذ اُٹھائیں آپ کو پتہ ہے یہ نشے میں مبتلا ہوتے ہیں۔آپ کو پتہ ہے کوئٹہ کی گلیوں میں آپ دیکھ لیں جناب اسپیکر صاحب! صرف کوئٹہ نہیں مختلف علاقوں میں آپ دیکھتے ہیں نوجوان نسل ہمارے بیس سال بائیس سال چوبیس سال کی عمر میں اِس نشے میں مبتلا ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سال ہوئی تھی چاہے بلوچ بیلٹ ہے چاہے پشتون بیلٹ میں، گورنمنٹ نے کوئی ایکشن نہیں لیا جناب اسپیکر صاحب! کاشت بھی ہوگئی تاجروں نے بھی اربوں کھربوں روپے اس سے کمائے۔مگر اس کو خراب نہیں کیا جناب اسپیکر صاحب! بالکل وہاں پر گئے بھی نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب !یہاں یہ ذمہ داری ANF (anti-narcotics force) کا بنتا ہے اُس کا یہ فرض ہے کہ یہ کاشت جن جن علاقوں میں ہورہی ہے جناب اسپیکر صاحب! پہلے اُن زمینداروں کو نوٹس دے دیں کہ آپ نے کس حوالے سے اپنی زمین، اپنی جتنی زمین آپ دے رہے ہیں کاشت کے حوالے سے، آپ کس رول کے مطابق اس کو دے رہے ہیں؟ سیکنڈ جب یہ کاشت ہوتی ہے خدارا جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان گورنمنٹ سے میں پرزور اپیل کرتا ہوں ، ہمارے جتنے فورسز کے ادارے ہیں چاہے ایف سی ہے، چاہے آرمی ہے، چاہے اے این ایف ہے، چاہے پولیس ہے۔ لیویز ابھی پولیس میں ضم ہوئی ہے خدارا اس کی روک تھام کی جائے گورنمنٹ ایک طاقت ہے۔ گورنمنٹ ایک اسٹیٹ ہے آپ چار پانچ ایسے جو کاشت کرتے ہیں اُن لوگوں کو پکڑ لیں۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی مائی کا لعل یہ کاشت نہیں کرے گا۔ابھی آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر صاحب! پرسوں دو دن پہلے میں نے یہ بات کی تھی اس کاشت کا، اسمبلی فورم پر۔تو کچھ زمیندار کچھ کاشت کرنے والے مجھے فون کر رہے ہیں کہ آپ ہمارے روزگار کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا خدا سے خوف کرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ نے اور روزگار دیا ہوا ہے۔ ایگریکلچر میں آپ پیاز کی فصل کرلیں، کپاس کریں، زیتون کریں، گندم کریں اور اللہ تعالیٰ نے یہ زمین ہر چیز کاشت کرنے کے لیے دی ہوئی ہے۔آپ کیا کہتے ہیں کہ میں بات نہیں کروں سوال پیدا نہیں ہوتا ہے میں اپنے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتا ہوں۔اپنے رَب کو راضی کروں گا جو بندہ ناراض ہوتا ہے most welcome ناراض ہوجائے مجھے کسی کا پروا نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کا۔ مجھے ایک دن اللہ تعالیٰ کے سامنے جانا پڑے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کو بولوں گا کہ

بلوچستان اسمبلی میں مَیں نے اپنی آواز اُٹھائی ہے میں قرارداد لایا ہوں سننے والے سنیں اور اُس پر عمل کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! جب نہیں سنتے ہیں تو اللہ نگہبان۔ ہمارے جتنے منسٹرز وغیرہ ہیں۔ میں علی مدد صاحب کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کل اُس نے کہا ٹھیک ہے زاہد صاحب آپ قرارداد لائیں اس کے بارے میں میں بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اسی طرح ہمارے اور منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں سب اُٹھیں اس کے خلاف بات کریں خدارا اس کی روک تھام کے لیے گورنمنٹ آف بلوچستان اور ہمارے وزیراعلیٰ صاحب یہاں نہیں تھے اُن سے بھی میں پرزور اپیل کرتا ہوں ابھی سے ایک باقاعدہ حکمت عملی طے کریں۔ جس زمیندار نے جس نے اپنی زمین پوست کی کاشت کے لیے اجازت دی ہے ہم اُس کو arrest کریں گے۔

جناب اسپیکر: done۔

حاجی زاہد علی ریکی: تو جناب اسپیکر صاحب! اسی حوالے سے میں یہ قرارداد لایا ہمارے جتنے منسٹرز colleagues بیٹھے ہوئے ہیں بشمول ہمارے سردار عمر گورگیج صاحب پیپلز پارٹی کے صوبائی صدر ہیں، منظور صاحب! آپ ہیں ہمارے جان محمد بلیدی صاحب وغیرہ ہیں۔ خدارا اس کو ایوان بالا میں لائیں وہاں پیش بھی کریں۔ قومی اسمبلی میں بھی ہمارے جتنے اپوزیشن کے چاہے گورنمنٹ کے ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اُدھر بھی اس کے لیے آواز بلند کریں کہ یہ جو ہو رہا ہے ہماری نسلیں اس سے تباہ ہوں گی۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ رزق حلال نہیں حرام ہے۔ اس کو رزق حلال نہیں کہتے اس کو حرام کہتے ہیں۔ ہمارے مفتی اور ہمارے بڑے بڑے عالموں نے باقاعدہ فتویٰ جاری کر دیا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! کہ اس کی کاشت جو بھی کرے گا وہ حرام ہے۔ تو اسی حوالے سے ہمارے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب بھی بیٹھے ہیں نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر ہیں، آپ بھی اس پر بات کریں، ہمارے باقی colleagues بھی اس پر بات کریں یہ آواز پورے پاکستان میں نہیں پوری دُنیا میں پھیلنا چاہیے۔ اور خاص طور پر ہمارے اسپیکر صاحب! آپ سے بھی پرزور اپیل کرتا ہوں آپ بھی اس پر ایکشن لے لیں۔ آپ کے پاس طاقت ہے جناب اسپیکر صاحب! ایک رولنگ دے دیں ایک آرڈر دے دیں انشاءاللہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی بھی ہوگا اور اللہ پاک کی مدد بھی انشاءاللہ آپ کے ساتھ ہوگا۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you, anybody from the treasury benches. جی علی مدد صاحب! جی مائیک آن کریں۔

حاجی علی مدد جتک: میں بالکل زاہد جان کی جو قرارداد ہے اس کی حمایت کرتا ہوں مگر بحیثیت حکومت کا حصہ کیوں کہ حکومت ہماری ہے۔ بھائی صاحب صرف نشاندہی کریں کہ کس کس ڈسٹرکٹ میں پوست کاشت ہوئی ہے یا اُن کو زمینداری اُس پر لگائی ہے تو ہم ابھی آئی جی کے ساتھ بیٹھ کر اس کو ختم کریں گے۔ اس ناسور کو ہمیں ختم کرنا چاہیے۔ صرف

بھائی نشاندہی کریں کہ کس کس ڈسٹرکٹ اور کہاں یہ کاشت ہوئی ہے ہم ابھی سی ایم صاحب کے ساتھ بات کر کے آئی جی کے ساتھ یا جن جن محکموں کی ذمہ داری ہے اُن کے ساتھ رابطہ کر کے اسکو بالکل ہم نے ختم کرنا ہے۔ پہلے سے دشمن ملک چاہتا ہے کہ بلوچستان میں منشیات عام ہوں اور ہماری نسلیں تباہ ہوں۔تو اس کو ہمیں ختم کرنا چاہیے اس میں حکومت یا اپوزیشن ہم سب ایک ہیں اس کو بالکل ہم ختم کریں گے۔صرف بھائی ہمیں بتا دیں کہ کس کس ڈسٹرکٹ میں یہ کاشت ہو رہی ہے۔

جناب اسپیکر: جی زاہد علی ریکی صاحب! یہ ممکن ہے کہ اگر آپ اُن کو جہاں جس جس ڈسٹرکٹ میں اس کی کاشت ہوئی ہے اُس کی کوئی detail دے سکتے ہیں۔

حاجی زاہد علی ریکی: جی بالکل اسپیکر صاحب! میں پورا چاہے پشتون بیلٹ ہے چاہے بلوچ بیلٹ ہے۔ میں آپ کو باقائدہ ہر ڈسٹرکٹ کا نام آپ سے share کروں گا۔علی مدد صاحب! آپ کو بھی دے دوں گا۔

جناب اسپیکر: done ہوگیا۔علی مدد صاحب! آپ کو میں یہ اس وقت، آپ اِس کو as a ruling سمجھ لیں۔

حاجی علی مدد جتک: انشاءاللہ۔

جناب اسپیکر: اگر گورنمنٹ اس پر ایکشن لیتی ہے تو ہمیں ٹائم فریم دے کہ اس پر گورنمنٹ ایکشن لے گی۔اگر گورنمنٹ اس میں ایکشن نہیں لے سکتی تو پھر میں اسکو رولنگ دوں گا تمام ڈسٹرکٹس کے ڈپٹی کمشنرز اور اُنکے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کو طلب کریں گے اور ساتھ ساتھ ANF والوں کو بھی طلب کریں گے کہ وہ یہ چیز ensure کریں۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): جناب اسپیکر! یہ جو point زاہد علی ریکی صاحب نے اُٹھایا ہے یقیناً یہ public importance کا point ہے۔لیکن میں تھوڑا سا اِنکو clarify کر دوں کہ یہ جو فصل کاشت ہوئی تھی یہ تو کب کا لوگوں نے اُٹھالیا اور کب کا یہ معاملہ ہی ختم ہو گیا ہے سمجھ نہیں آرہی ہے کہ آپ نے اِتنی دیر کیوں کی۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں وہ ابھی دوبارہ کاشت ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک: اچھا دوبارہ کے لیے روکنا ہے پہلے والی اُن کو یاد نہیں تھا؟

جناب اسپیکر: نہیں نہیں پہلے والے کی نہیں ہے۔ڈاکٹر صاحب! ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ حکومتی benches یہ کہہ رہے ہیں کہ جی آپ نشاندہی کریں۔ یہ تو مذاق ہے اب اس کو بھی آفرین ہے کہتا ہے مَیں نشاندہی کروں گا۔یہ جو اتنے محکمے رکھے ہیں کیا ڈپٹی کمشنروں کو پتہ نہیں ہے؟ کیا ANF کو پتہ نہیں ہے کہ کہاں کہاں کاشت ہو رہی ہے؟ سب حصہ دار ہیں۔خدانہ کرے، خدانہ کرے کہ ایک دن یہ ہاؤس اُن سے بھر جائے گا۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب اِس میں اگر یہ مناسب ہوگا میرے خیال میں چونکہ ایک۔۔۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں تھوڑا سا Let me to clear

جناب اسپیکر: یہ مشترکہ مسئلہ ہے اگر دونوں تعاون کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: نہیں مَیں Let me to clarify sir?

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: کہ مَیں قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔لیکن یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ڈھونڈے۔ باقی مجھے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے فیڈرل گورنمنٹ نے کچھ چیزوں کی کاشت کی اجازت دی ہے۔

جناب اسپیکر: مثلاً ؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: مَیں details میں ابھی آپ کو نہیں بتا سکتا۔

جناب اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: کچھ چیزوں کی فیڈرل گورنمنٹ نے باقاعدہ وہاں کچھ علاقوں میں اجازت دی ہے کہ جی آپ بھنگ کاشت کر سکتے ہیں، آپ کوئی اور چیز کاشت کر سکتے ہیں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ سر! یہ ہمارا main killer ہے، اِس وقت بلوچستان میں main killer پتہ نہیں کیا کیا چیزیں نکل گئی ہیں آئس ہے، کوکین ہے، پتہ نہیں کیا کیا ہیں۔تو حکومت کو چاہیے کہ اس کو سنجیدگی سے لے لیں۔اور یہاں منسٹر ہیلتھ صاحب سے ہم ریکویسٹ کرتے ہیں کہ، کیونکہ مَیں، مجھے پتہ ہے میرے دفتر کے سامنے کھلی جگہ ہے جہاں سارے ہیروئین پینے والے اکٹھے ہوتے ہیں۔تو کم از کم کوئی ایک ایسا سینٹر ہو جہاں rehabilitation اِنکی ہو اور اِن کو جو withdrawal symptoms ہوں گے اُن کو manage کریں۔تو یہ ایک important قرارداد ہے اسکو میرے خیال میں ٹریژری اور اپوزیشن والے مل کے اِس کی نہ صرف اِس کو منظور کریں اِس کو implement بھی کریں میں مشکور ہوں آپ کا۔

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔جی بخت کاکڑ صاحب one by one ٹھیک ہے مَیں آپ کو time دوں گا۔

وزیرِ صحت: thank you جناب اسپیکر! جناب زابد علی ریکی صاحب نے بہت ہی اہم مسئلے کی جانب ایوان کی اور حکومت کی توجہ مبذول کرائی ہے اور already گورنمنٹ اِس پر کام کر رہی ہے۔میرے خیال میں کوئی بھی ذی شعور شخص اِس چیز کی اجازت نہیں دے سکتا نہ اِس پر آنکھیں بند کر سکتا ہے کہ یہاں نشے جیسی لعنت جو ہمارے آنے والا مستقبل ہے، ہمارے بچے ہیں وہ اِس لعنت کا شکار ہوں۔لیکن اِس حوالے سے جتنے بھی ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن ہے اور اے این ایف

ہے جب بھی کاشت کا سیزن آتا ہے اُس وقت پتہ نہیں چلتا کہ جب آپ کاشت کرتے ہیں جب تک وہ اُس لیول پر پہنچ جائے، جب اُنکے وہ پھول نکل آتے ہیں اُس وقت آپ identify کرتے ہیں کہ یہ کون سی کاشت ہے پھر اُس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔تو اِس بار بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ اِس طرح کے بہت سے گرینڈ آپریشنز کیے گئے۔ بہت سے ڈسٹرکٹس میں کیے گئے جہاں resistance بھی آیا گرفتاریاں بھی ہوئیں۔لیکن گورنمنٹ committed ہے کہ کسی بھی لیول پر یہاں کاشت نہ ہو، نہ ہی کسی بھی قسم کی کاشت کی اجازت دی جائے گی۔اور موجودہ حکومت اِس وقت جو بھی ڈاکٹر صاحب نے اشارہ کیا، پہلی مرتبہ جتنے بھی یہاں پرائیویٹ آرگنائزیشنز کام کر رہی ہیں یا ہماری جو آرگنائزیشن ہے، میرے خیال میں اِس وقت 3 ہزار سے زیادہ لوگ مختلف نالوں سے، مختلف جگہوں سے پکڑ کے ان کی rehabilitation وہ شروع ہے۔اور اِس پر سوشل ویلفیئر والے بھی کام کر رہے ہیں۔اور اسکے لیے باقاعدہ سی ایم صاحب نے initiative شروع کیا ہے کہ اِن تمام لوگوں کو پکڑ کے اِنکی rehabilitation شروع کی جائے۔اور اِس وقت شروع ہے اُس حوالے سے لوگوں کو باقاعدہ پکڑ رہے ہیں اور باقاعدہ اُن کے کھانے پینے کے لیے اُن پرائیویٹ آرگنائزیشنز کو بھی فیس دی جا رہی ہے per head اور per day اور اُن کا پورا جو ایک mechanism ہے کہ کتنے دنوں میں اِنکو detox کیا جائے، اُس کے بعد اِنکی rehabilitation کی جائے۔

جناب اسپیکر: یہ آپ addiction کی بات کریں۔

وزیر صحت: جی ہاں addiction جو addicted لوگ ہیں اُن کی۔

جناب اسپیکر: ok.

وزیر صحت: تو بالکل گورنمنٹ کا strict stance ہے future میں بھی انشاء اللہ اِس حوالے سے نشاندہی ہمیں جہاں بھی ہوتی ہے اب کچھ ایسے ایریاز ہیں بلوچستان میں اگر خدانخواستہ ہمارے آنریبل ممبرز کو اِس حوالے سے پتہ ہو تو اُس کی نشاندہی کرنا میرے خیال میں یہ حکومت کو ایک helping hand ہے کہ آپ بتائیں کہ یہاں کاشت ہوئی ہے، اے این ایف کو بتادیں گے یہ ہم سب کی collective ذمہ داری ہے، social responsibilities بھی ہیں۔لیکن گورنمنٹ اِس سے کبھی بھی غافل نہیں ہوسکتی ہے نہ غافل ہے کہ ہم اِس کے خلاف کارروائی نہ کریں۔

جناب اسپیکر: ok thank you، جی برکت رند صاحب۔

میر برکت علی رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ ماہی گیری و کوسٹل ڈویلپمنٹ): میر زابد ریکی کی حمایت کرتا ہوں اِس بات پر کہ بالکل منشیات بند ہونی چاہئیں۔منشیات لعنت ہیں پورا ہمارا ایریا جو اِس وقت ہے جو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ تربت میں جتنے پینے والے ہیں۔ہمارے علاقے میں یہی، آج کل گھروں میں چوریاں کر رہے ہیں، لوگوں کے گھر محفوظ

نہیں ہیں سر! اِس چیز سے۔ کہ براہِ مہربانی وہاں کی پولیس کو اگر ہم فون کرتے ہیں پولیس تو ہمارا فون اٹھاتی ہی نہیں ہے وہاں کی پولیس ہمارا فون نہیں اٹھاتی میں نے پانچ دن متواتر ڈی پی اوتربت کوفون کیا اُس نے فون اٹھایا ہی نہیں۔ مَیں حالانکہ گورنمنٹ کا ایک نمائندہ ہوں ایک ایم پی اے ہوں وہاں جب میرا فون نہیں اٹھاتی ہے تو عام ورکر کا کیا فون اٹھائے گی۔ اگر کوئی ورکر کو تکلیف ہو جائے وہاں اگر میں فون کروں بھئی میرا ورکر ہے میری پارٹی کا بندہ ہے اُس کا کوئی مسئلہ ہے۔ تو وہ میرا فون اٹھانے کے لیے تیار ہی نہیں ہے تو وہ کیسے ہوگا؟ بھائی جان! ابھی اگر آپ کہتے ہیں تو مجھے میرے حلقے میں یا ڈاکٹر صاحب کے حلقے میں آپ مجھے بتائیں آج تک کی بندہ کا وہاں علاج ہو رہا ہے ڈاکٹر صاحب! آپ کے حلقے میں؟ نہیں ہو رہا ہے میرے حلقے میں نہیں ہو رہا ہے یہ سارے وہاں منشیات پی رہے ہیں کوئی شیشہ پی رہا ہے کوئی چرس پی رہا ہے کوئی ہیروئن پی رہا ہے کوئی تریاق پی رہا ہے۔ بہت سی چیزیں پی رہے ہیں وہاں جو دکانیں انہوں نے کھولی ہیں گرام گرام میں بیچ رہے ہیں آپ اِن کو بھی پکڑیں۔ جب اِن کو پکڑو گے automatically چیزیں بند ہو جائیں گی اِن پر بھی کارروائی کریں۔ مہربانی سر۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی minister for C&W اور پارلیمانی لیڈر پی ام ایل (ن) کا آپ مہربانی کر کے اِن کے جو ایس پی کے ساتھ جو مسائل ہیں وہاں یہ جو کچھ شکایتیں کر رہے ہیں آپ اِس کو ایڈریس کریں گے یا کیا طریقہ کار ہوگا اِس کا۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، وزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ): مَیں اسپیکر صاحب! تھوڑا اِس قرارداد پر بولنا چاہتا ہوں دو منٹ۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، وزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: thank you یہ ایک اہم قرارداد زابد ریکی صاحب لائے ہیں اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان میں یہ کاشت پہلے تو نہیں تھی میرے خیال میں ابھی جو بارڈر سے اُس طرف بہت زیادہ سختی ہوگئی تب یہ یہاں شفٹ ہو کر میرے خیال میں ایک منافع بخش آمدنی ہے۔ تو کچھ لوگ ہیں آپ انکو مافیاز کہہ سکتے ہیں کہ وہ یہاں ہمارے صوبے کے اندر گھس کر یہ کاشت کر رہے ہیں۔ تو میرا خیال میں اسپیکر صاحب! ہم دائیں بائیں نہ جاتے ہوئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا یہ ایک اہم ایشو ہے۔ آپ کی چیئر سے اِس پر سخت قسم کی رولنگ آنی چاہیے۔ اور اِس میں کوئی شک نہیں ہے، گورنمنٹ بھی اپنے لیول پر ضرور کام کر رہی ہے، آگے کرے گی لیکن آپ کی طرف سے اِس پر رولنگ آنی چاہیے۔ اور اِس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے اسپیکر صاحب! کہ پہلے محدود تھا یہ منشیات تھی لیکن اب پورے بلوچستان میں پھیل گئی ہے۔ نصیر آباد ڈویژن ہو، چاہے وہ آپ کا رخشان ڈویژن ہو، چاہے قلات ہو،

چاہے مکران ہو۔ ہماری نئی نسل کو اِس نشے کی لعنت نے ایک لحاظ سے تباہ کر دیا ہے مفلوج کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں دہشتگر دی سے بھی ایک بہت بڑا چیلنج منشیات ہے۔ جس طرح پھیلتی جا رہی ہے اِس صوبے کے اندر اور اِس صوبے کے جتنے بھی اِس ایوان میں ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی بھی اِسکے favour میں نہیں ہے، کسی نے بھی کبھی بھی favour نہیں کیا سب نے اس کی بھر پور مخالفت کی ہے۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ مافیاز بڑے پاورفل ہوتے ہیں اور پھر منشیات صرف اس صوبے تک نہیں اس صوبے سے نکل کر دوسرے ملکوں تک بھی شاید جاتی ہوگی۔ جس سے نہ صرف بلوچستان بلکہ پورے پاکستان کی بدنامی ہو رہی ہے۔ تو اس کے لیے لازمی ایک سخت قسم کی رولنگ آپ کی طرف سے آنی چاہیے۔ اور دوسرا جو حاجی برکت صاحب نے مجھے پہلے بھی بتایا یہ بڑی ایک مایوس کن بات بتائی ہے اُنہوں نے کہ اِس طرح نہیں کرنا چاہیے ڈی پی او کو کیونکہ اِن کے ساتھ بھی ایک واقعہ ہو چکا ہے ہم سب کے knowledge میں ہے اِنکے گھر کو جلایا گیا وہاں پ مند میں تو یہ اُسی حوالے سے اگر ڈی پی او سے بات کرنا چاہ رہے ہیں اپنا مسئلہ و مسائل بتانے کے لیے اور ڈی پی او اگر فون نہ اٹھائے تو بڑا غیر مناسب ہے اِس کو مَیں ضرور دیکھوں گا لیکن آپ سے بھی گزارش ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کر کے DPO مند سے رابطہ کریں اُنکو بولیں کہ یہ مسئلہ ایڈریس کریں اِنکی سیکورٹی کا ایشو ہے۔ اگر وہ نہیں کرتے ہیں تو پھر ہمارے پاس اِس کا علاج ہے انشاءاللہ۔

وزیر محکمہ مواصلات، ورکس، وزیکل پلاننگ اور ہاؤسنگ: بہت بہت شکریہ بس یہ گزارش ہے کہ آپ کی طرف سے اِس پر سخت قسم کی رولنگ آنی چاہیے۔ thank you

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ڈاکٹر اشوکمار صاحب! مائیک آن کریں۔ جی۔

ڈاکٹر اشوک کمار: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ ریکی صاحب نے جو ایشو اٹھایا ہے یہ بلوچستان کے لیے بہت بڑی لعنت ہے۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ حب سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کراچی کے آدھے عوام صبح کے ٹائم بسوں میں چڑھ کے آتے ہیں حب میں اور بڑے آرام سے نشہ کر کے رات کو 11 بجے بسوں سے تھوڑی بہت چوری وغیرہ کر کے واپس کراچی چلے جاتے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کمیٹی بنائے۔ آپ کے حب شہر کی پوری آر سی ڈی روڈ ڈیڑھ کلومیٹر ہے۔ ڈیڑھ کلومیٹر کے اندر اگر آپ حب کے اندر داخل ہوں گے مَیں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا گیٹ وے ہے۔ اور پورے بلوچستان کی شناخت وہ ہے کہ وہاں سے جب آدمی داخل ہوتا ہے تو بلوچستان میں داخل ہوتا ہے۔ وہاں ایک تو یہ ہے کہ بالکل ہیروئنی کھلے ڈُلے گھومتے ہیں موبائل چھینتے ہیں اور آرام سے کونے میں بیٹھے پی رہے ہوتے ہیں رات کو گیارہ بجے بسوں میں 50 روپے دے کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی ایسی چیز نہیں ہے حب کے اندر جہاں ان کا علاج ہوتا ہو۔ دوسری بات جناب اسپیکر صاحب! حب شہر میں ڈیڑھ کلومیٹر کی میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ آر سی ڈی روڈ

ہے اُس پر پرسوں میں نے دیکھا کہ 20 فٹ کے اوپر دو پیٹرول کے ڈرم ہیں اوپر ایک چھوٹا سا ٹینک اور ڈبہ پڑا ہوا ہے۔ اور 12 سال کا بچہ بیٹھا ہوا ہے جو پیٹرول بھر کے اور موٹر سائیکلوں میں ڈال رہا ہے۔ جناب اسپیکر! میں یہ نہیں چاہتا کہ ان غریبوں کا اگر روزگار ہے تو ان کو کم سے کم حب شہر سے تو نکالا جائے۔ باہر والی روڈ پر ان کو جگہ دیتا ہے وہاں وہ اپنی بھلے منڈی لگائیں پیٹرول بیچیں ڈیزل بیچیں منشیات بیچیں میں آپ کو ایک اپنی مثال بتاؤں کہ میرا ایک چھوٹا سا ہاسپٹل ہے وہاں ہیروئنیوں نے پیچھے اے سی کا آؤٹر اُتار لیا تھا۔ سی سی ٹی وی کیمرہ میں آ گئے کہ بھئی یہ کون کون ہیں۔ وہ سی سی ٹی وی کیمرہ ہم نے پولیس کو provide کیا۔ پولیس بولتی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں۔ میں نے اپنے ہی source سے بتایا کہ فلاں آدمی ہے وہ بیٹھا ہوا ہے۔ پولیس نے پکڑ کے ان کو چھوڑ تو دیا۔ مجھے بولتے ہیں ڈاکٹر صاحب مہربانی کر کے ان کو چھوڑ دیں۔ یہ آپ کا آؤٹر واپس لگا دیتے ہیں۔ اور آپ کی گیس ویس لگا کے آؤٹر لگا کے آپ کو آپ کے اے سی کو complete کر دیتے ہیں۔ یہ حال ہے جیسے کہ برکت صاحب نے ڈی پی او کا ذکر کیا۔ وہ آپ کو بھی میں نے چار دفعہ گزارش کی تھی کہ ڈی پی او حب جو کہ مجھے سیکیورٹی نہیں دے رہا ہے اِن حالات میں مَیں حب جانے کیلئے قاصر ہوں۔ اور میں نے آپ سے بھی request کی ہے آپ کو لکھ کے بھی دیا بلکہ کل بھی آپ نے ڈی پی او حب کو فون کیا۔ اُس سے پہلے دو دفعہ کیا۔ ڈی پی او کوئی ہماری نہ سنتا ہے نہ کرتا ہے۔ تو براہِ مہربانی ہمارے پارلیمانی لیڈر صاحب نے بھی جو بات بولی اور میں بھی اسی کی تائید کرتا ہوں۔ اِن دونوں DPOs کو آپ بلائیں ان سے پوچھیں کہ کتنی دفعہ ہم نے ان سے رابطہ کیا ہے۔ سیکیورٹی ہمارا right ہے سر۔ حب جاتے ہیں، حب جیسے علاقے میں ہم تو جا نہیں سکتے۔ اپنا کاروبار اُدھر ہے کیا کریں ہم؟ thank you شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی میڈم غزالہ گولہ صاحبہ۔

محترمہ غزالہ گولہ بیگم (ڈپٹی اسپیکر): thank you اسپیکر صاحب۔ اسپیکر صاحب! زاہد علی ریکی صاحب جو قرارداد لائے ہیں بالکل اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور یہ واقعی ایک بہت بڑی لعنت ہے اور یہ ہماری نئی نسل کو بالکل کھوکھلا کر رہی ہے۔ اس میں جتنے ہمارے مرد حضرات نے بات کی دیکھیں اس میں میں سمجھتی ہوں کہ عورت اس میں اور زیادہ suffer کر رہی ہے کیونکہ ان کے بچے جن کو وہ پال پوس کر بڑا کرتی ہے اور 12 سال یا 15 سال کی عمر کے بعد وہ بچے جب نشے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں اور اس کے بعد وہ گھر بھی واپس نہیں پہنچتے کہ کہاں ہیں۔ جن کی مائیں در بدر اُنکو ڈھونڈتی پھرتی ہیں کہ وہ لاپتہ ہو گئے ہیں یا کہیں اور پر ہیں۔ تو آج اس ایوان سے بالکل اس چیز کی ہم حمایت کرتے ہیں کہ اس کو بھرپور طریقے سے اس کی گورنمنٹ ہو یا اپوزیشن ہو، تمام ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ہم معلوم کریں کہ یہ یہاں کن جگہوں پر کاشت ہو رہی ہے۔ یہ نہ صرف اپوزیشن کا مسئلہ ہے نہ صرف گورنمنٹ کا۔ یہ انسان ہونے کے ناطے ایک

اپنے بلوچستانی ہونے یا اپنی انسانیت کے ناطے ہمیں ان چیزوں کو بالکل دیکھنا چاہیے۔ اوراس چیز کی بھرپور مذمت کرتے ہیں کہ اس چیز کو اس نشے کو ختم کیا جائے۔ کیونکہ یہ آج یہ نشہ اگر سڑکوں پر ہے کل یہ چیز ہمارے سکول اور کالجوں میں ہر جگہ پہنچ سکتی ہے وہ چاہے بچے ہوں یا بچیاں ہوں یہ نشہ اور یہ لعنت وہاں تک جائے گی۔ Thank you so much

جناب اسپیکر۔ thank you میڈم۔ آغا صاحب! اسی پر بولنا چاہتے ہیں جی please

پرنس احمد عمر احمدزئی: جی شکریہ اسپیکر صاحب۔ زابد ریکی صاحب جو قرارداد لے کر آئے ہیں اس کی حمایت کر کے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح سارے ساتھیوں نے اس پر گفتگو کی، یہ ایک لعنت ہے بلوچستان کے لوگوں کے اوپر یہ ہمیں اور backward کر رہے ہیں۔ اور اس میں سب سے زیادہ کوئٹہ suffer کر رہا ہے یہ سارے نشئی جس طرح علی مدد صاحب نے کہا کہ اِدھر جتنے نالے ہیں یہ سارے برے ہوئے ہیں اور اس پر بہت سخت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور اس میں مین مقصد یہ ہے کہ جی کیسے ہوسکتا ہے کہ ایڈمنسٹریشن کو اِن چیزوں کا معلوم نہیں ہے جو خاص کر لوگ بیچ رہے ان میں سے کوئی پکڑا نہیں جا رہے ہیں۔ جہاں تک ڈسٹرکٹس کی بات کی ہے دیکھیں ڈسٹرکٹس میں یہ ہو نہیں سکتا ہے کہ law and order کو پتہ نہ ہو کہ کس ڈسٹرکٹ میں کہاں ہو رہے ہیں۔ یہاں تک اس میں بھتہ خوری ہو رہی ہے۔ یہاں تک ٹیوب ویلز پہ پیسے لیے جا رہے ہیں تو یہ ایک آنکھ اپنی بند کر رہے ہیں ہم خود اس چیز کو allow کر رہے ہیں۔ تو جب تک اس پر آپ کی طرف سے ایک سخت رولنگ نہیں آئے گی اُس کے بغیر اس پہ کوئی بھی ایکشن نہیں لیا جائے گا کیونکہ اگر ہم صرف رکھیں گے اسی طرح کے جی ایک چیز تو ہو رہی ہے۔ جس طرح ہمارے ایم پی صاحب نے منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ اس سال کی بات ہو رہی ہے یا پچھلے سال کی بات ہو رہی ہے۔ تو جب ایک چیز ہو رہی ہے تو سب کو معلوم ہے اور اس کے باوجود کتنے لوگ پکڑے گئے last year تو اس میں definitely ہماری ایڈمنسٹریشن involve ہے اور اس پہ سی ایم صاحب کو آپ کو ایک سخت قدم اٹھانا پڑے گا اس کے علاوہ یہ چیز آگے نہیں جائے گی اور اس پہ جی میں ایک اور میرا ایک بہت ضروری matter ہے آپ ابھی مجھے ٹائم دیں یا بعد میں یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر: بعد میں آپ کو ٹائم دیں گے۔ پہلے اسکو نمٹاتے ہیں۔ جی۔ minister for revenue please.

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): thank you اسپیکر صاحب بہت بہت مہربانی۔ ہمارے جو colleague زابد علی ریکی صاحب نے جو قرارداد نمبر 54 پیش کی ہے یہ انتہائی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اسپیکر صاحب! ہمارے بلوچستان میں تقریباً آپ کوئٹہ شہر کو لے لیں ہر گلی میں جو ڈاکٹر مالک نے کہا شیشہ ہے، پتہ نہیں کیا ہے، نام بھی اُنکے ہم نہیں جانتے۔ چرس کو تو اب لوگ کہتے ہیں کہ جو وہ کہہ رہا ہے میرا لڑکا چرس پیتا ہے وہ تو شکر الحمدللہ کہ چرس پیتا ہے لیکن دوسری چیز نہیں پیتا۔ آپ اندازہ لگائیں پہلے ہم جو چھوٹے تھے چرسی ہے کوئی اس کے نزدیک بھی نہیں جاتا تھا کہتا ہے کہ چرسی

ہے۔اب یہ ہے کہ ایسی منشیات آ گئی ہیں اسپیکر صاحب! کہ لوگ جانتے بھی نہیں ہیں اور وہ جو لوگ ابھی آج کل ہمارے پاکستان میں جو یونیورسٹیوں میں، کالجوں میں، وہ نشہ ہماری جو عورتیں کرتی ہیں، جو اسٹوڈنٹس کرتے ہیں، وہاں تو سوچ ہی نہیں سکتے ہیں۔ابھی ایک آفیسر تھا اسلام آباد کا اس کا بیٹا میں جانتا ہوں کچھ اور یہاں آئے تھے مجھے پتہ ہے کہ وہ یہاں آ کر شیشہ پیتے تھے۔اسلام آباد آپ نے بھی شاید سنا ہے نام لینا مناسب نہیں۔اُس نے اپنی بیوی کو مروا دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔اسپیکر صاحب! شیشہ ہے کیا بلا ہے، یہ جو یہ پیتے ہیں، اکثر اوقات آپ نے سنا ہوا ہوگا اخباروں میں میڈیا میں سوشل میڈیا میں انہیں پتہ ہی نہیں چلتا ہم کیا کر رہے ہیں لوگوں کو قتل کر رہے ہیں انہیں پتہ ہی نہیں چلتا۔ بالکل اُن کا سارا جسم سُن ہو جاتا ہے۔جیسے کہ آپ نے سنا ہوگا کہ یہ کسی شیشے والے نے اپنے تین بچوں کو کاٹ دیا اپنے چار بچوں کو کاٹ دیا، اپنی بیوی کو مار دیا۔ یہ ایک لعنت ہے۔جیسے ہمارے زاہد علی ریکی صاحب بتا رہے ہیں بلوچستان میں جو پوست کی کاشت ہو رہی ہے یہ تو ایک حقیقت ہے ہماری گورنمنٹ کافی کوشش تھی آپ کو بھی پتہ ہوگا کہ ہمارے گلستان میں پوست کے تلف کرنے کے لیے گئے، وہاں لڑائی ہوگئی اُدھر آدمی بھی قتل ہوئے آپکو تو علم ہے گلستان میں آپ کا تو حلقہ ہے۔اسپیکر صاحب! اس پر ابھی جو نور محمد دمڑ صاحب نے کہا کہ ابھی تو پوست کی کاشت ختم ہوگئی ہے نہ اُس کا ٹائم ہے کہ کاشت کرتے ہیں۔اُس کا جب سیزن ہو اُس ٹائم آپ لوگ action لیں۔ہماری گورنمنٹ جو پہلے بھی کئی جگہ یہ ژُ کی میں، لورلائی میں، اُسمیں ایکشن لیا۔مگر اسکو تلف کیا ہے مگر اس کے بعد بھی ہو رہی ہے۔ جو concerned department ہے انکو سختی کرنی چاہیے۔اور اس کی جو کاشت کرتے ہیں ان کے لیے سخت سے سخت سزائیں دی جائیں تا کہ آئندہ کوئی ڈرے۔ابھی آپ دیکھیں ہمارے ایران یا امارات میں یا کسی اور ممالک میں جہاں قانون سخت ہے وہاں کوئی منشیات کا نام ہی نہیں لے سکتا۔آپ چین کو دیکھیں یورپ کو لیں مگر چوری چھپے بہت مشکل سے کرتے ہیں مگر اس طرح جو ہمارے پاکستان میں یہ شروع ہے۔آپ کی یونیورسٹیوں میں سر عام تو آپ نے دیکھا ہوگا سوشل میڈیا پر وہاں ان کے کینٹینوں میں بیچی جاتی ہیں وہاں سے لڑکیاں لے کر پی رہی ہوتی ہیں۔اُن کی اکثر اوقات videos آئی ہیں آپ نے خود اُن کا مشاہدہ کیا ہے۔میرے خیال میں اس معزز ایوان میں کوئی بھی نہیں چاہتا کہ اس لعنت سے لوگوں کی جانوں کو نجات ملے۔پورا ایوان چاہتا ہے کہ اس سے ہمیں نجات ملے۔اس کے لیے آپ کی رولنگ سے بھی معذرت کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا۔جب تک concerned محکمے اسمیں سخت اقدامات نہیں کریں گے۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you زاہد علی ریکی صاحب! اگر آپ ایک ہفتہ کے اندر، جس طرح علی مدد جتک صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ آپ اُن تمام ڈسٹرکٹس کے جہاں پوست کی کاشت ہوئی ہے کیا اُنکی district wise details آپ provide کر سکتے ہیں؟

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! بالکل بات یہ ہے جتنے ڈسٹرکٹس ہیں چاہے بلوچ بیلٹ، چاہے پشتون بیلٹ ہے۔

جناب اسپیکر: جو بھی ہیں جتنے بھی ہیں۔

میر زابد علی ریکی: مَیں آپ کو انشاء اللہ اگر اللہ نے زندگی دی ایک دو دنوں میں آپ تک پہنچا دوں گا۔

جناب اسپیکر: آپ کے پاس ایک ہفتہ کا ٹائم ہے آپ ایک ہفتہ میں یہ details collect کریں اور سیکرٹری کے پاس جمع کرائیں۔

میر زابد علی ریکی: جمع کروں گا۔

جناب اسپیکر: سیکرٹری صاحب! مَیں یہ رولنگ دے رہا ہوں جب اُن کی ڈیٹیل آتی ہے آپ نے گورنمنٹ تک وہ یہ سارے ڈسٹرکٹس کی ڈیٹیل پہنچانی ہے۔ اور علی مدد جتک صاحب! on behalf of the government، وہ ابھی باہر چلے گئے ہیں، اُن سے پھر آپ نے ایک ہفتہ کے اندر اس پر جو بھی اس گورنمنٹ لیول پر جو کارروائی یہ کر سکتے ہیں کریں۔ اگر وہ نہیں کرتے ہیں within one week تو آپ یہ نوٹ کر لیں، مَیں رولنگ دے رہا ہوں، وہ اُن تمام ڈسٹرکٹس کے ڈپٹی کمشنرز، اُنکے SPs، ANF، والے اور اُس علاقے کے جو منتخب نمائندے ہیں اُن سب کی ایک میٹنگ آپ نے ایک due-date پر کال کرنی ہے اور اُن سب کو حاضر کرنا ہے۔ ہم خود ہی اسکو چیئر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ تقریباً۔ جی ڈاکٹر صاحب! سر! ایک منٹ، جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: سر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ کے جو ڈپٹی کمشنرز ہیں اُن کو لکھ دیں کہ آپ ہمیں ایک ہفتہ کے اندر بتا دیں کہ آپ کے ڈسٹرکٹ میں کہاں کہاں یہ کاشت ہوتی ہے۔ سر! یہ individual مسئلہ نہیں ہے اب زابد علی ریکی پر آپ ڈالو گے تو شاید وہ ابھی کہہ رہا ہے سر! لیکن اُسکے لئے مشکلات ہوں گی۔

جناب اسپیکر: بات آپ کی بالکل درست ہے، انشاء اللہ وہ بھی possibility ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: آپ ڈپٹی کمشنروں کو لکھیں کہ جی آپ ہمیں بتا دیں کہ کن کن علاقوں میں پوست کاشت ہوئی اور future میں کن کن علاقوں میں اسکے امکانات ہیں۔ سر! وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: done، ہو گیا done ہو گیا، ہم تمام ڈسٹرکٹس کے DCs اور SPs کو لکھیں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ زابد علی ریکی صاحب being a questioner اُس سے یہ گزارش ہے کہ وہ اپنے طور پر بھی یہ تمام معلومات اکٹھے کریں۔ اِن سب کو ملا کے انشاء اللہ اُن پر ایکشن لیں گے۔ جی Minister for Revenue. ایک منٹ میڈم! ایک منٹ جی Minister for Revenue.

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مال): جو پہلے سے کہہ رہا ہے کہ مجھے اُنہوں نے threat دیا ہے۔ اِس بیچارے کو آپ

کیوں سامنے کرتے ہیں کہ کل کا دن اِسکے، اِس دفعہ جو رخشاں میں ساروں سے زیادہ پوست کی کاشت، اِسکو کیوں مرواتے ہو؟

جناب اسپیکر: نہیں، یہ کچھ بھی، کیوں مروائیں گے اِس کو؟

وزیر مال: ڈاکٹر مالک صاحب جو کہہ رہے ہیں وہ صحیح کہہ رہے ہیں آپ ڈپٹی کمشنروں سے رپورٹ لے لیں۔ یہ ہمارے colleague ہیں اِس کو مروانا نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: ok ہم IG کو بھی اور تمام ڈسٹرکٹس کے DCs اور SPs کو بھی لکھیں گے۔ جی محترمہ کا مائیک آن کریں ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں صرف یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم سب یہاں جتنے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اِس قرارداد کی حمایت کررہے ہیں تو میری ایک suggestion کہ سر! آپ اگر اِس کو متفقہ قرارداد ہاؤس کی طرف سے منظور کرلیں تو اُس کا بڑا اچھا impact جائے گا۔

جناب اسپیکر: جی ہاں رائے لیں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: اور اُس میں ہم سب کے نام شامل کریں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں ہم بالکل رائے لیں گے۔ آیا قرارداد نمبر 54 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 54 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: محترمہ شاہدہ رؤف صاحبہ آپ اپنی قرارداد نمبر **55** پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رؤف: ہرگاہ کہ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ کوئٹہ شہر کو کافی عرصہ سے پینے کے پانی کی شدید قلت کا سامنا ہے، ماحولیاتی تبدیلی، بارشوں میں کمی، بڑھتی ہوئی آبادی اِس مسئلے کو مزید پیچیدہ بنارہی ہے۔ علاوہ ازیں ایک افسوسناک رجحان یہ بھی سامنے آیا ہے کہ کوئٹہ شہر کے مختلف علاقوں میں شہریوں کی جانب سے بغیر کسی این او سی کے غیر قانونی طور پر ذاتی اور تجارتی مقاصد کے لئے گہرے ٹیوب ویلز کھودے جارہے ہیں۔ جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح خطرناک حد تک نیچے جارہی ہے اور اس وقت پانی کی قلت کوئٹہ شہر کے عوام کے لئے ایک مستقل خطرہ بن چکی ہے۔ جس سے نہ صرف موجودہ بلکہ آنے والی نسلیں بھی متاثر ہوسکتی ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ کوئٹہ شہر میں جاری غیر قانونی ٹیوب ویلز کی تنصیب کو فوری طور پر روکنے کی بابت ایک جامع پالیسی مرتب کرنے کے لئے اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے۔ تاکہ کوئٹہ شہر کو پانی کی شدید قلت سے بچایا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 55 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

محترمہ شاہدہ رؤف: اسپیکر صاحب! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ کوئٹہ شہر کی آبادی اس وقت جس تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ یہ خطرہ لاحق ہے کہ کچھ عرصہ بعد پانی کی کمی والے اِس علاقے میں رہائش ممکن نہیں رہے گی۔ اور اُس پر ظلم یہ ہے کہ واسا کا محکمہ وہ لوگوں کو پانی provide نہیں کر رہا جس کی وجہ سے آپ شہر کے اندر کہیں پر بھی نکلیں دیکھیں کہ جہاں بھی construction ہو رہی ہے وہاں بورنگ ہو رہی ہے۔ اب مُجھے یہ پتہ نہیں کہ ڈیپارٹمنٹ NOC کیسے جاری کرتا ہے۔ کیا criteria ہے۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ جہاں کوئٹہ شہر میں پہلے ہی آٹھ سو یا بارہ سو فُٹ پر جا کے پانی میسر ہے۔ تو اِس قدر تیزی سے غیر قانونی طور پر جب پانی کی بورِنگ ہوگا تو اُس کے بعد کوئٹہ میں زیرِ زمین پانی ہے، واٹر ٹیبل وہ کتنی نیچے گر جائے گی۔ تو میری اِس ہاؤس سے request آپ کے تھرو کہ kindly اِس کو دیکھا جائے میرے اپنے نوٹس میں بڑی دفعہ یہ بات آئی ہے۔ کہ اگر کہیں پر کوئی construction ہو رہی ہے اور وہاں بورِنگ ہو رہا ہے۔ یقیناً ڈیپارٹمنٹ کے لوگ وہاں جاتے ہیں۔ ادھا گھنٹہ، گھنٹہ کے لئے وہاں کام بند ہوتا ہے اُس کے بعد کیا settlement ہوتی ہے ہمیں پتہ نہیں ہے اُس کے بارے میں اگر حکومت کی طرف سے اُن کو NOC جاری کیا جا رہا ہے۔ تو یقیناً وہ کام وہاں رکھنا نہیں چاہیے۔ حیرت کی بات یہ ہے وہاں کام رکتا ہے لیکن گھنٹہ آدھا گھنٹہ بعد جو settlement ہو جاتی ہے دو فریقوں کے بیچ میں جو چھاپے والی ٹیمیں ہیں۔ اور جن کی بورِنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ یہ بہت ہی زیادہ painful چیز۔ سر! اِس میں ہوتا کیا ہے کہ آپ نے اپنی پرسنل بورِنگ کروالی ہے اُس کے بعد آپ گورنمنٹ کو جواب دہ نہیں ہیں جس کی جتنی مرضی ہے آپ پانی استعمال کریں۔ اب جہاں کوئٹہ جیسے شہر میں water table all ready اتنی نیچے چلی گئی ہے وہاں اگر اس بے دردی سے پانی کا استعمال کیا جائے گا۔ تو آپ خود دیکھیں کہ اب تو ہم یہ کہتے تھے کہ ہماری آنے والی نسلیں، پانی کی کمی کو برداشت کرینگے۔ ایسی بات نہیں ہے مجھے تو لگتا ہے یہ سارا ٹائم ہم خود ہی دیکھیں گے جس تیزی کے ساتھ ہم اِن چیزوں کو غلط طریقے سے استعمال کر رہے ہیں تو میری آپ سے request ہے کہ kindly آپ ڈیپارٹمنٹ کو پابند کریں کہ وہ اِس قسم کی جو illegal boring ہو رہی ہے اُس پر بھی کریں۔ ایک اور چیز کہ اِس کو ختم کیسے کیا جا سکتا ہے؟ سَر! آپ پانی کے لئے جو نجی ٹیوب ویلز لگا لیتے ہیں بورِنگ کرا لیتے ہیں۔ اُس پر بھی اگر آپ میٹر لگا دیں۔ کہ کس بندے نے کتنا پانی استعمال کیا ہے اُسی حساب سے وہ گورنمنٹ کو bill-pay کرے تا کہ وہ اِس چیز کا پابند ہو اور اس میں ڈیپارٹمنٹ خاص طور پر یہ رول پلے کر سکتا ہے۔ کہ اگر واسا خود لوگوں کو اپنی ٹائمنگ کے حساب سے گھنٹہ دو گھنٹے پانی دیتا ہے۔ لوگ satisfied ہو جائیں گے تو آپ کا یہ جو نجی ٹیوب ویلز کی طرف جانے کا رجحان وہ ختم ہو جائے گا۔ تو اِس میں kindly میری پورے ہاؤس سے request ہے کہ اِس چیز پر debates کی جائیں یہ ہم سب کا genuine مسئلہ ہے اور اگر ہم اِس پر آج نہیں کریں گے قانون سازی کے ساتھ ساتھ ان کی implementation نہیں

کر پائیں گے تو یہ پھر عنقریب ہمیں بگتنا ناپڑے گا۔

جناب اسپیکر: thank you.جی کوئی اور محرر اس پر بولنا چاہے گا۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: شکریہ اسپیکر صاحب! ہم کتنے بدقسمت لوگ ہیں کہ ہم اِس سنچری میں بھی اپنے لوگوں کو پانی نہیں دے سکتے۔.it is very unfortunate کہ اِتنے وسائل ہونے کے باوجود،اسپیکر صاحب! مَیں آپ سےاس ایوان کی توجہ چاہتا ہوں۔لورالائی سے لیکر۔۔۔

جناب اسپیکر: kindly آپ ڈاکٹر صاحب کی بات سنیں،ڈاکٹر صاحب کی طرف، تھوڑا سا ہاؤس کے اندر disciplineرکھیں۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: لورالائی سے لیکر نال تک جو water table ہے اِتنی تیزی سے نیچے جارہی ہے کہ اسپیکر صاحب! زراعت تو چھوڑیں، ہم یہاں migrations پر جائیں گے۔اِس وقت کوئٹہ کی بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں بارہ سو، تیرہ سوفٹ پر پانی نہیں ہے۔اور یہاں پانی کا کوئی system نہیں ہے۔تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ ہمارا capital ہے اِسکے لیے گورنمنٹ کو، اُس زمانے میں ہم نے دو ڈیم کا کام شروع کیا تھا تو کوئٹہ اور بلوچستان کے باقی districts کی ہمیں water table کو recharge کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم ڈیمز بنانے جائیں۔ پانی دنیا میں ہر جگہ controlled ہے۔لیکن ہمارے پاس flood water ہے۔ کیونکہ ہماری گورنمنٹ زمینداروں کو trickle irrigation پر لے جانے کے لیے تیارنہیں ہے۔زمینداروں کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ وہ trickle irrigation پر چلے جائیں۔تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اِتنا بڑا serious issue ہے۔آج میں اپنی بات کرتا ہوں کہ یار! ہم ہر دوسرے دن ٹینکر منگواتے ہیں۔اور کوئٹہ میں جینا ایک غریب کے لیے تو بہت مشکل ہے۔گورنمنٹ کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ کے لیے ڈیمز بنانے کی ضرورت ہے۔نہیں تو تیس چالیس لاکھ کی آبادی کہاں جائے گی سر؟ ہمیں مختلف sources سے کوئٹہ کو protect کرنا ہے۔اور باقی districts کو بھی۔ میں honestly آپ سے کہتا ہوں۔آپ مجھ سے زیادہ واقف ہوں گے ، لورالائی سے لے کر آپ جائیں نال تک water table اِتنی نیچے جارہی ہے۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! بالکل ہمارے علاقے میں almost اِس وقت 30 سے 35 فٹ پانی نیچے جاچکا ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: exactly۔ So I request to the government کہ ہمیں بہت سی چیزوں کو focus کرنے کی ضرورت ہے۔بجائے یہ ہے کہ ہم، یہ جو ڈھائی سو ارب ہیں یہ ہمیں ملتے ہیں۔ہمیں

کم ازکم priority پرصحت اور پانی کو رکھنا چاہیے تا کہ ہم اپنے لوگوں کوصحت اور پانی کی سہولتیں دے سکیں۔شکریہ

جناب اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔جی میڈم راحیلہ صاحبہ Minister for Education ۔ جی آغا صاحب۔

پرنس احمد عمر احمد زئی: میں صرف یہ کہہ رہاہوں کہ یہ جو lightاس لیے دی ہے کہ ہم جب اسکو press کریں گے green light onہوگی تو آپ کومعلوم ہوگا کہ کون number wise کررہا ہے۔میڈم !بات کرلیں اگر ہم نے یہ systemلگایاہےتو اسکوہم استعمال میں بھی لے آئیں۔ thank you.جی۔اِن کے بعدمَیں بات کروں گا

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی(وزیرتعلیم): Thank you very much اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں آپکی پرچی میرے پاس آئی ہے جس پرآپ کوبولنا ہے۔ ok.جی میڈم۔

وزیرتعلیم: Thank you very muchاسپیکر صاحب!آپ نے بولنے کا موقع دیا۔شاہدہ صاحبہ ایک important قراردادلائی ہیں۔پانی تو سب کو پتہ ہے کہ water is life تو اگر ہمارے پاس life کی یہ صورتحال ہے آپ بتا رہے ہیں کہ تیس پینتیس کوئٹہ میں بھی تقریباً پندرہ سے بیس تک تو چلا گیا ہے، یا شاید اس سے بھی زیادہ۔میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت جب ہم 2008ء میں تھےتو ہمارا یہ اسکوکہا گیا تھا کہ migration پرآ گئے تھے کہ شاید ایک وقت آئے جلد ہی کہ ایک دوسالوں میں کہ کوئٹہ کی آبادی migrate کرجائے گی۔اُس وقت تقریباً200 اور300 کےقریب پہاڑوں پرٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں۔ اور کوئٹہ کو پانی کے لیےhollow کیا گیا۔لیکن وہ بھی کوئی بہت اچھا solution نہیں ہے۔وہ بالکل خالی ہوگیا hollowہوگیا۔اور hollowہونے کی وجہ سے جتنا بھی پانی تھا،وہ ویسے بھی ختم ہوگیااورآگے کے لیے جوہم نے plan کیا تھا کہ کم ازکم ہم10 سے15 سال تک دیں گے۔اس کوتو گزارلیالیکن what is next. تو problem is that کہ میں یہ سمجھتی ہوں it's not only for the water but generallyہم plan نہیں کرتے تھے،جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ہم نے یہplanہی نہیں کیا ہے, excuse me one minute, گیلوصاحب!میں disturb ہورہی ہوں۔

جناب اسپیکر: Order in the House please.

وزیرتعلیم: جی تو ہم نے یہ planہی نہیں کیا کہ ہم اگلے دس،بیس پچیس سال،مَیں نے پہلے بھی اپنی speech میں کہا کہ ہم، دنیا جو پلاننگ کرتی ہے، وہ fifty yearsکے لیےکرتی ہے hundred years کے لیے کرتی ہے۔ہم تو ابھی ایسے ہیں، جیسے ہم ایمرجنسی بنیادوں پر رہ رہے ہیں۔اور ہم 1400 سال پہلے کی زندگی گزاررہے ہیں،

شاید وہ ہمارے اس وقت سے بھی اچھے تھے۔تو ہم نے یہ planہی نہیں کیا کہ کوئٹہ کے لیے پانی کی کیا کہ ہم آگے next twenty five years at least. ہم دیکھ لیں کہ ہم کہاں ہیں۔حالانکہ قدرت ہمیں بار بار الارم کر رہی ہے،ہمیں وارننگ دے رہی ہے کہ پانی is finished, nothing is there لیکن ہم ٹیوب ویل لگا لگا کے اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔میں شاہدہ صاحبہ سے یہ بھی کہوں گی ،باقی ایوان کو بھی کہ پانی نہیں ہے کہاں سے کریں؟ کوئٹہ والے پانی کہاں سے لیں؟ مطلب اب یا تو ڈاکٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں کہ یہاں سے shiftہونے کی باری آجائے یا انہوں نے زندہ رہنے کے لیے daily اپنی ضروریات کے لیے آخر وہ پانی کہاں سے لیں گے اگر ٹیوب ویلز نہیں لگیں گے؟so it is not simple یہ جو پرابلم ہے اسکے لیے میں سمجھتی ہوں جو ہمارے بہت اچھے لوگ بیٹھے ہیں ریسرچرز اور اسکالرز for water بڑی بڑی مَیں نے خود ابھی پچھلے دنوں بلوچستان یونیورسٹی میں جو سیمینار ہوا تھا، میں سمجھتی ہوں کہ اگر اسکے لیے آپ کی directionچلی جائے، یہ ہم سب ایوان ممبرز پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے، ہم It is not for a ministry اور something، یہ ہم سب پر ذمہ داری ہے کہ ہم اسکے لیے ایک گورنمنٹ آف بلوچستان، سی ایم صاحب اسکے لیے especially کوئی متعین کریں، ایک water task forceبنائیں کہ خدا کے لیے کہ ہم نے ،اب ہم تو جس طرح گزارا کر رہے ہیں، ہماری آنے والی نسلیں کیا کریں گی ہمیں بددعائیں دیں گی۔تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر سر! آپ کی طرف سے اسپیکر صاحب ایک directionچلی جائے کہ ایک کمیٹی اِس ایوان کی بنائی جائے کہ ہم کس طرح اس مسئلے کو ایڈریس کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : Thank you.Madam جی دستگیر بادینی صاحب کا مائیک آن کر دیں چلیں onہو گیا، ٹھیک ہے۔

حاجی غلام دستگیر بادینی: جناب سپیکر صاحب! جیسے ہماری بہن نے جو قرارداد پیش کی ہے میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! جو ایک main issueہے وہ highlight شاید میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کوئٹہ میں جناب اسپیکر صاحب! دھڑا دھڑ پلازے بن رہے ہیں۔اور آپ یقین کریں پلازہ بننے سے پہلے ٹیوب ویل تیار کیا جاتا ہے۔اور ہاؤسنگ اسکیمیں اِتنی زیادہ ہیں۔ہاؤسنگ اسکیم میں اگر آپ جناب اسپیکر! دیکھیں کہ ایک یا دو water supply ٹیوب ویلز لگائے جاتے ہیں اور اُن پلازوں اور ہاؤسنگ اسکیمز کی جناب اسپیکر! پاپولیشن اتنی زیادہ نہیں ہے جتنا میں سمجھتا ہوں اس وقت جو کوئٹہ شہر کی آبادی ہے۔میری requestیہ ہے کہ ہمارے آنریبل منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، جب NOC پلازوں اور ہاؤسنگ اسکیمز کو دیا جاتا ہے تو kindlyاس چیز کو آپ دیکھیں کہ اگر اس طرح تیزی سے جو ٹیوب ویل لگ رہے ہیں پلازوں کے اندر بڑے بڑے پلازے جو بنائے جاتے ہیں جہاں flats دیے جاتے ہیں۔

میری ریکوئیسٹ یہ ہے کہ ان چیزوں کو کم کیا جائے، ان چیزوں کو limited کیا جائے۔ آپ یقین کریں ہزار بارہ سوفٹ پر water table جا چکی ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! ایک ڈیم ہے میرے ذہن میں نہیں آ رہا تقریباً کوئٹہ کے آس پاس 10 سال سے اُس پر کام شروع ہے۔ اور جناب اسپیکر صاحب! ابھی تک وہ ڈیم بڑھتا جا رہا ہے، اُسکی rates revision میں جا رہی ہے، بڑھتا جا رہا ہے، جناب اسپیکر صاحب! ابھی تک وہ ڈیم دس سالوں میں تیار نہیں ہوا۔ میری request ہے، کہ اِتنا چھوٹا سا شہر ہے، اگر 10 سال ایک ڈیم بننے میں لگ جائیں، تو پھر وہ بارہ تیرہ سوفٹ پر پانی جائے گا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ NOC کو سخت کیا جائے۔ واسا کو پابند کیا جائے کہ یہ ہاؤسنگ اسکیم اور یہ جو پلازے بن رہے ہیں، انکو کم از کم NOC نہیں دیا جائے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you. جی آغا عمر صاحب۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: اسپیکر صاحب! شکریہ جی میں اپنی بہن کی قرارداد پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کوئٹہ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ بالکل اِس پر کوئی پابندی لگائی جائے۔ سب سے پہلے تو اِس پر accountable واسا خود ہے یا پی ایچ اِی ہے۔ تو main ایک چیز ہے کہ جی تقریباً ایک سال میں پچاس فٹ کوئٹہ میں پانی نیچے گیا ہے کہ ہم مالکوں نے جہاں ٹیوب ویلز لگائے ہیں تو ہمارے لوگوں نے complain کی ہے۔ کہ جب اُنہوں نے پائپ ڈالوئے ہیں۔ تو تقریباً ایک سال میں پچاس فٹ پانی ڈراپ کر گیا ہے۔ اور اِسی طرح آگے ڈراپ کرتا جائے گا کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آخر لوگ نقل مکانی پر آئیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جی سب سے پہلے بہن کی سربراہی میں ہماری اسمبلی کی ایک کمیٹی بننی چاہیے۔ اُس میں کوئٹہ کے کچھ لوگ اور چند علاقوں کے لوگ ہوں۔ جس میں واسا کو پابند کیا جائے کیونکہ جی already واسا کو بہت بڑے فنڈز دیئے گئے ہیں جام صاحب کی حکومت سے لے کے ابھی تک اور اُس پر ابھی تک جو اُن کو کام کرنا چاہیے تھا اُس طریقے سے کام ہوا نہیں ہے۔ کیوں کہ کوئٹہ تقریباً واسا کے under میں تھا۔ اور اُس کے علاوہ جو ڈیمز جس طرح دستگیر صاحب نے کہا۔ کہ ڈیمز پر توجہ دینی چاہیے۔ کہ ریچارج تو ڈیم سے ہی ہوگا۔ تو ایک ڈیم اُس میں ہم اریگیشن ڈیپارٹمنٹ، واسا اور پی ایچ اِی کو رکھیں۔ تو اِس سے کم سے کم ایک رزلٹ آئے گا۔ اور اُس پر جو ہمارے ممبرز ہونگے۔ میں بولتا ہوں کہ جی اگر مجھے بھی اُس کمیٹی میں رکھیں۔ کیونکہ ہمارے کوئٹہ کے لوگ بھی ہوں اُس میں ایم پی ایز ہوں۔ تو اُس میں ہم تقریباً کوئی نہ کوئی ایک راستہ نکال سکیں گے۔ کم سے کم آپ کے سامنے کوئی رپورٹ پیش کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you. مولوی صاحب! آپ کی پرچی آئی ہوئی ہے اِسکول کے حوالے سے اگر اُس پر بات کرنی ہے تو تھوڑا سا انتظار کریں۔ اور اگر اِسی قرارداد پر بولنا ہے تو پھر آپ بولیں۔

مولوی نوراللہ: اِسی ضمن میں بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: آپ اِسی قرارداد پر بولیں گے؟

مولوی نوراللہ: جی۔

جناب اسپیکر: مہربانی کرکے پلیز بولیں۔

مولوی نوراللہ: جناب اسپیکر! مہربانی۔عرض یہ کرنی تھی کہ یہ پانی کا مسئلہ صرف کوئٹہ کا نہیں ہے۔پانی کے بے دریغ استعمال اور بے جا استعمال پورے بلوچستان کو متاثر کر چکا ہے۔اور خاص کر میرا حلقہ اور میرا ضلع قلعہ سیف اللہ چونکہ یہ زرخیز زرعی علاقہ ہے اور ہمارے عوام کا روزگار اور ذریعہ معاش زراعت کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔اور زراعت ظاہر سی بات ہے اِس کا انحصار پانی پر ہے۔ہمارے ضلع میں سب سے زرخیز علاقہ کان مہترزئی کا ہے۔شاید آپ گزرے ہونگے نیشنل ہائی وے پر کہ کان مہترزئی کے تمام باغات زمینداری زیرِ زمین پانی نہ ہونے کی وجہ سے تباہ و برباد ہوچکی ہے۔بالکل لوگ بیروزگار ہیں۔کیونکہ زیرِ زمین پانی کی سطح گر چکی ہے بلکہ ختم ہونے کے قریب ہے۔تو اِس ضمن میں، مَیں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔قرارداد میں یہ بتایا گیا ہے کہ اِس کو قانون کے ذریعے کنٹرول کیا جائے۔ابھی تو ہمیں مسئلہ یہ درپیش ہے جس طرح ریکی صاحب کی قرارداد میں منشیات کا ذکر ہوا۔کہ اِدارے حرکت میں آجائیں منشیات کے خلاف کام کریں۔اِس کی کاشت کو بند کریں۔ابھی ہمیں اِس پر تعجب ہو رہا ہے کہ منشیات کیا چیز ہے۔کیا منشیات صرف چرس کو کہا جاتا ہے۔کیا منشیات صرف آئس کا نام ہے۔کیا منشیات صرف شیشہ ہے۔منشیات تو ہمارے مذہبی ہدایات کی روشنی میں سب سے بڑا نشہ وہ شراب کا ہے۔اور آئس اِسی زمرے میں ہے۔اِس پر اللہ نے اُس کو نجس قرار دیا ہے تاکہ آدمی اُس کے قریب نہ جائے۔اگر آئس پر پابندی ہونی چاہیے، شیشے پر پابندی ہونی چاہیے تو اِسی طرح سب سے پہلے شراب پر پابندی ہونی چاہیے۔شراب کا لائسنس کیا معنٰی رکھتا ہے۔مسیحی برادری اِس لائسنس کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے وافر مقدار میں اِس لائسنس کی بنیاد پر ہمارے شہریوں میں ہمارے محلوں میں شراب اُٹھا کے قانونی جواز مہیا کرکے ہمارے بچوں کو، ہمارے جوانوں کو شراب کے عادی بنا رہے ہیں۔جناب اسپیکر صاحب! اِسی پانی کے حوالے سے جو قانونی پابندی کا ذکر قرارداد میں ہوا ہے۔قانون کی لاٹھی صرف طاقتور کے ہاتھ میں ہے۔قانون سے اِستفادہ بااثر لوگ کر سکتے ہیں۔غریب کو نہ قانون سے استفادہ کا کوئی موقع دیا جا رہا ہے نہ کوئی موقع مل رہا ہے۔اگر اِس کا اِنحصار اِس پر رکھ دیا جائے کہ قانونی طریقے سے اگر کوئی واٹر سپلائی بنا سکتا ہے۔اور ظاہر سی بات ہے کہ ہماری بیوروکریسی بااثر افراد کو این او سی دیگا۔اور غریب اور بیچارہ کو کبھی بھی این او سی نہیں ملے گا۔مَیں اِس قرارداد کے خلاف نہیں ہوں بلکہ اِس کی حمایت کرتا ہوں۔مگر اِس کے قانونی کچھ تقاضے اِس طرح ہونے چاہئیں۔ابھی جو مَیں نے آپ کو چٹ بھیجی تھی۔جناب اسپیکر صاحب! اِسی ضمن میں ایک مسئلے کی طرف آپ کی توجہ

عوامی اہمیت کے حامل مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چونکہ میں بیان کر چکا ہوں کہ کان مہترزئی میں جہاں ٹیوب ویل لگایا جائے۔ اُس سے بمشکل ایک انچ یا دوانچ پانی ملتا ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں وفاق نے 2022ء میں جب وزیراعظم جناب شہباز شریف قلعہ سیف اللہ کے سیلاب متاثرین کا دورہ کرنے کی غرض سے تشریف لائے۔ تو اُنہوں نے اعلان کیا کہ ہم اِن ہونہار بچوں کیلئے جو قلعہ سیف اللہ سے اُن کا تعلق ہے۔ وفاق کی طرف سے ایک ''دانش اسکول'' مہیا کرتا ہوں۔ وفاق اِس کو فنڈنگ کرے گا۔ ابھی اُس کے ٹینڈر کا اشتہار جاری ہوا ہے۔ چونکہ اعلان اُنہوں نے قلعہ سیف اللہ میں کیا تھا۔ ہمارا ضلع کا وسط جو چاروں طرف سے یکسانیت اُس فاصلے کے لحاظ سے ہے وہ قلعہ سیف اللہ شہر ہے۔ وہاں پانی وافر مقدار میں موجود ہے۔ لیکن آج ہمارے چیف سیکرٹری صاحب اور اُن کا عملہ جہاں مسلم باغ میں ہمارے ایک برادر قبیلے نے قانونی طریقے سے درکار ضرورت کے مطابق 60 ایکٹر زمین ''دانش اسکول'' اور ''دانش ہسپتال'' کیلئے جس کی الاٹمنٹ بھی ہوئی ہے۔ اور یہ سارا معاملہ تکمیل کی حد تک پہنچی ہے۔ وہاں سے ہٹا کے دانش اسکول کیلئے اُس جگہ کا انتخاب کیا جا تا ہے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب قرارداد پر بولیں۔

مولوی نوراللہ: قرارداد پر بول رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: دانش اسکول والا اُس کو بعد میں کریں گے۔

مولوی نوراللہ: یہ قرارداد کے حوالے سے میں اِس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok ok.

مولوی نوراللہ: ابھی دانش اسکول کو وہاں تعمیر کرنا چاہتے ہیں کہ جہاں پانی کی ایک ایک بوند کیلئے لوگ ترس رہے ہیں۔ کیا اِس پروجیکٹ کو ضائع کرنے کیلئے بااثر لوگوں سے یہ رعایت دینے اور اُسکا داد وتحسین لینے کی یہ ناکام کوشش ہے۔ مَیں آپ کے توسط سے چیف سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ قلعہ سیف اللہ کا عوامی نمائندہ مَیں ہوں۔ مجھے اعتماد میں لیا جائے۔ جہاں پانی ہو، وہاں دانش اسکول تعمیر کرنا چاہیے۔ مجھے کسی قبیلے سے کوئی عناد نہیں ہے یہ سارے میرے ووٹرز ہیں۔ یہ ضلع کے بارڈر پر کان مہترزئی ہے۔ اور اِس میں پانی کا زیرِ زمین فقدان یہاں تک پہنچا ہے کہ واٹر سپلائی کیلئے کوئی کامیاب ٹیوب ویل نہیں مل رہا ہے۔ ایک، دوانچ کا پانی ملتا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ اپنی ذاتی ہمدردی سے ہمیں نوازیں اور چیف سیکرٹری صاحب سے یہ میری گزارشات عرض کر دیں اور رولنگ دیں کہ ایم پی اے کے مشورے کے بغیر اور حقیقی مسائل کو نظر انداز کیے بغیر جو مناسب جگہ ہے، جو تمام پبلک کیلئے مفید جگہ ہے جو مناسب ہے اور اِسی طرح کان مہترزئی کے موسم کا آپ کو پتہ ہے کہ سرد ترین علاقہ ہے اور کان

مہترزئی کا ریلوے اسٹیشن ایشیا کا بلند ترین اسٹیشن ہے۔ وہاں تک جانا اور اُس کے سرد ماحول میں رہنا اور بچوں کا رہنا یہ انتہائی مشکل ہے۔ مَیں آپ کے توسط سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ پہلے سے اِس ہسپتال اور اِس ''دانش اسکول'' کیلئے جہاں ریونیو عملے کے ذریعے زمین الاٹ ہوئی ہے، لیز ہوئی ہے۔ اور یہ کام تکمیل کے مراحل سے گزر کے ہمارے چیف سیکرٹری صاحب کے آفس تک پہنچا ہے تو اُس کو پابندی کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ok, thank you. مولوی صاحب! آپ کی انشاء اللہ چیف سیکرٹری صاحب تک رسائی کریں گے۔ جی ڈاکٹر اشوک کمار صاحب۔

ڈاکٹر اشوک کمار: جناب اسپیکر صاحب! شکریہ جس طریقے سے ہماری بہن یہ قرارداد لائی ہیں مَیں اِسکی سپورٹ کرتا ہوں۔ جس طریقے سے جناب اسپیکر! ہمارے دوستوں نے ذکر کیا کہ وہاں ڈیم نہیں ہے، پانی کا source نہیں ہے بدقسمتی سے میرے ڈسٹرکٹ کے ساتھ یہ ہے کہ حب شہر سے حب ڈیم نظر آتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے اور ہماری انتظامیہ کی کوششوں سے یہ ہوتا ہے کہ ڈیلی ہزار ٹینکر لسبیلہ کینال سے پانی چوری کر کے کراچی لے جاتا ہے۔ اور پبلک ہیلتھ کا جو حال ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ڈاکٹر صاحب نے بتایا، کہ حب شہر میں تین ہزار روپے میں پانی کا ٹینکر ملتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ ایک غریب آدمی جس کی 20 ہزار تنخواہ ہے اگر وہ دو، تین ٹینکرز پانی منگوائے گا تو اپنے بچوں کو کیا کھلائے گا۔ تو جناب اسپیکر! میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اسی پر رولنگ دیں کہ پبلک ہیلتھ اور اریگیشن حب میں کیا کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہزاروں ٹریکٹرز ڈیلی کراچی لسبیلہ کینال سے پانی چوری کر کے لے جاتا ہے۔ آیا وہ کسی کو پتہ نہیں ہے؟ میں نہیں سمجھتا ہوں اسپیکر صاحب! کہ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ خدا کے واسطے اِس پر آپ رولنگ دیں کہ اریگیشن جس طریقے سے حب کی زمینیں آباد نہیں ہو رہی ہیں ہمارے کاشتکار در بدر ہیں پینے کا پانی نہیں ہے وہاں کربلا لگا ہوا ہے تو میں آپ سے بار بار اور ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتا ہوں کہ اِس پر رولنگ دیں کہ پبلک ہیلتھ اور اریگیشن حب میں کیا کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں سیکرٹری صاحب! یہ آپ نے، ایک تو کوئٹہ کے حوالے سے واسا اور پی ایچ اِی اگر واسا under پی ایچ اِی کام کر رہی ہے تو سیکرٹری پی ایچ اِی اور واسا اگر الگ الگ کام کر رہے ہیں تو دونوں سے یہ رپورٹ طلب کریں۔ کہ ایک جو کوئٹہ میں پانی کا لیول نیچے جا رہا ہے اُنکے کنٹرول کرنے کے لیے وہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں اور ساتھ ساتھ illegal ٹیوب ویلز جو لگ رہے ہیں اُن کے لیے کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں یہ رپورٹ طلب کریں۔ اور اُن کو بتائیں کہ اگلے سیشن کے دوران اِن کو پیش کریں۔ حب کے حوالے سے بھی اسپیشل رپورٹ کہ وہاں جو آنرایبل ممبر نے جن جن خدشات کا ذکر کیا ہے اُنکی بھی علیحدہ رپورٹ وہاں سے طلب کریں۔ Thank you very much.

حاجی نور محمد صاحب! چونکہ آپ یہاں موجود نہیں تھے تو مَیں دوبارہ پڑھ کر سناتا ہوں کہ 25 جولائی کی نشست میں چیئر کی جانب سے جاری رولنگ کے جواب میں محکمہ بورڈ آف ریونیو، محکمہ جنگلات اور ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کی جانب سے رپورٹ موصول ہو چکی ہے جو آپ کے سامنے ٹیبل کر دی گئی ہے۔ اگر آپ مطمئن ہیں اِس سے تو ٹھیک ہے نہیں تو آپ بتائیں۔ sorry ایک منٹ۔ آیا قرارداد نمبر 55 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 55 منظور ہوئی۔ جی نور محمد دمڑ صاحب۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! شکریہ سب سے پہلے میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے میرے۔۔۔

جناب اسپیکر: حاجی صاحب! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے یہ مائیک سسٹم کو refresh کریں۔ یہ کیا ہو رہا ہے آدھے بات سن رہے ہیں اور آدھے نہیں سن رہے ہیں۔ اِس کو جلدی سے on off کریں۔ حاجی صاحب! آپ بولیں حاجی کا مائیک آن کریں۔ اُنکا مائیک آن نہیں ہو رہا ہے۔ جی اب ہو گیا ہے۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! شکریہ جی ہو گیا آپ کی اجازت سے میں تھوڑا سا یہ تفصیل سے پڑھتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی جی۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! زیارت کا ایک ٹکڑا ہے 1904ء میں اِس کی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ پھر گوہر ایک علاقہ ہے 1893ء میں اُن کی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ پھر سسن امارہ ایک موضع ہے وہاں ایک گاؤں ہے جو 1954ء میں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

وزیر خوراک: جناب اسپیکر! پھر زرگٹ ایک علاقہ ہے 1890ء میں وہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ پھر شہیدان ایک علاقہ ہے 1890ء میں وہاں بھی الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ جو رپورٹ آئی ہے وہ پڑھ رہے ہیں آپ؟

وزیر خوراک: جی میں وہی پڑھ رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: ok۔

وزیر خوراک: پھر ایک فل علاقہ ہے جو 1890ء میں وہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ مانگی کچ کے ایریا میں 1894ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ کچ نالہ ایک علاقہ ہے 1911ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ پھر سُر غونڈ ایک علاقہ ہے جو کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں نہیں آتا ہے یہاں تفصیل ہے کہ زیارت میں، یہ فارسٹ کے حساب سے زیارت میں ہے۔ تو سُر غونڈ ایک علاقہ ہے 1894ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔ باقاعدہ یہاں ایریا بھی mention ہے وہاں اِن ایریا

میں باقی پھر کہیں بھی دوبارہ وہاں الاٹمنٹ نہیں ہوئی ہے۔اور زیارت جونیپر 1954ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔پھر کربی کچ ایک موضع ہے یہاں 1890ء میں اور پھر خلیفہ ایک پہاڑ ہے جو بڑا علاقہ ہے 1934ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: ok.

وزیر خوراک: پھر سنجاوِی میں جونیپر ہے،1953ء میں یہاں الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک۔

وزیر خوراک: پھر خومک میں 1908ء یہاں ایک الاٹمنٹ ہوئی ہے۔پھر تومغ میں 1906ء میں ایک الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

جناب اسپیکر: یہ سارے الاٹمنٹ تقریباً یعنی کوئی ایک صدی پہلے یہاں۔۔۔

وزیر خوراک: بالکل۔اچھا جناب اسپیکر! ایک اعتراض میرا یہ ہے ایک نئی الاٹمنٹ ہوئی ہے باقاعدہ notified، 2015ء میں،عبدالرحیم زیارتوال جو ہمارے ہرنائی سے ایم پی اے تھے اور وہ ایجوکیشن منسٹر تھے۔تو چونکہ اُن کا تعلق، نام بھی زیارتوال ہے،تو زیارت سے اُن کا تعلق تھا۔تو زیارت کے معاملات میں، پھر وہ گورنمنٹ میں تھے اُس وقت۔تو اُن کی ہر جگہ پر بات چلتی تھی۔تو جمعیت کا ایک ایم پی اے تھا زیارت میں لیکن اُس کی ظاہری سی بات ہے وہ ذمہ دار تو ہے وہ اِس بات سے تو بری الذمہ تو نہیں ہوسکتا۔ وہ اِتنا بے اختیار کیوں کہ لیکن اُن کے اختیارات سارے عبدالرحیم زیارتوال ہی استعمال کرتے تھے۔تو عبدالرحیم زیارتوال نے ایک لیٹر ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا تھا۔ recommendation letter تھا یہ 30 جولائی 2015ء کو اُس نے روانہ کیا تھا۔

جناب اسپیکر: اِس کی کاپی آپ مجھے سے شیئر کر سکتے ہیں۔

وزیر خوراک: جی جی میں اِس کی کاپی آپ کو دے دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خوراک: تو یہ اِن کی recommendation ہے باقاعدہ کہ زیارت میں ایک ایریا ہے جس کو وہاں خلفت وغیرہ میں کافی پہاڑ اور وہاں بھی اچھے جنگلات ہیں۔تو اِن کی recommendation یہ ہے کہ اور یہ علاقہ ایک نیشنل پارک کے طور پر فارسٹ کو الاٹ کیا جائے۔تو اِس علاقے کو preserve کیا جائے۔اور یہ اِنکی recommendation ہے۔یہ زمین کوئی 40 ہزار ایکڑ پر ہے۔تو 40 ہزار ایکڑ پر باقاعدہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے کام شروع کیا ہے۔تو یہ process چلا 2017ء میں 2017ء کے آخر میں یہ باقاعدہ نیشنل پارک کے نام سے یہ

notify ہو گیا 40 ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے۔ جناب اسپیکر! اس رپورٹ کو میں کس طرح تسلیم کروں یہاں ایک بڑی غفلت ہوئی ہے یا جان بوجھ کر ہوئی ہے یا مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ یہ رپورٹ بھی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی ہے۔

جناب اسپیکر: ایک رپورٹ جو میرے پاس پڑی ہے وہ ہے 12 ستمبر 2017ء کی۔ یہ وہی رپورٹ ہے آپ ذرا چیک کریں۔

وزیر خوراک: اس رپورٹ میں تو نہیں ہے یہ تو ایک الگ page ہے۔

جناب اسپیکر: نہیں آپ نے جو ایک سابق ایم پی اے کا نام لیا ہے کہ اُنہوں نے ایک recommendation letter۔

وزیر خوراک: جی جی recommendation letter یہ ہے۔ یہ 30 جولائی 2015ء کی بات ہے۔ یہ اُس کی recommendation ہے۔

جناب اسپیکر: ok۔

وزیر خوراک: جناب! اُس کے recommendation letter یہ ہے اور یہ ساری زمین کی وہ process ہیں جس کے سارے اختیارات ادھر لگے ہیں۔ تو یہ بالآخر 2017ء میں باقاعدہ یہ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے اِسکو notify کر دیا۔ یہ 12 ستمبر 2017ء کی بات ہے ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے فارسٹ کو کوئی زمین الاٹ کر دی۔ اور as a نیشنل پارک باقاعدہ یہ notify ہوئی۔ لیکن اِس رپورٹ میں نہیں ہے یہ کیا وجہ ہے؟ تو اِس رپورٹ پر۔۔۔

جناب اسپیکر: اچھا ایک منٹ حاجی صاحب۔ اِس میں اگر وہ جس لیٹر کی آپ بات کر رہے ہیں اگر یہ letter آپ اِسی کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: اِس میں تو لکھا ہے کہ:

In order to develop concensus of all Stakeholders at provincial level. A note to worthy Chief Secretary was moved on 24th August 2017, wherein the worthy Chief Secretary has directed this department to seek views, comments of the concerned department and give presentation on this in Third Week of September,2017.

وزیر خوراک: سر! آپ کون سا والا یہ 2015ء والا پڑھ رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: لیٹر dated ہے 12 ستمبر 2017ء والا۔اگر یہ لیٹر اُس ایم پی اے صاحب کی recommendation پر ہے تو اس میں صرف اُنہوں نے میٹنگ کال کی ہے لیکن اُس میٹنگ میں پھر وہ اُس پر کیا decision ہوا ہے الاٹمنٹ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے۔وہ آگے پھر۔۔۔

وزیر خوراک: یہ ایک باقاعدہ نوٹیفکیشن ہے Ziarat National Park as a protected area. یہ آپ کے سامنے شاید ہوگا۔

جناب اسپیکر: بالکل یہی ہے۔

وزیر خوراک: یہ notify ہوا ہے ۔ اور اس سے پہلے یہ ایک لیٹر رحیم زیارتوال کے نام سے ہے یہ ایک recommendation letter ہے اُس نے ریونیوڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہے۔ریونیوڈیپارٹمنٹ نے اس پر باقاعدہ کام شروع کیا۔تو دوسال یہ process رہا۔دوسال کے بعد 2017ء میں باقاعدہ ریونیوڈیپارٹمنٹ نے یہ زمین فارسٹ کو الاٹ کردی اور فارسٹ نے as a national park اسکو declare کردیا۔

جناب اسپیکر: وہ الاٹمنٹ لیٹر کدھر ہے؟

وزیر خوراک: آپ کے سامنے نہیں ہے؟

جناب اسپیکر: نہیں یہ تو الاٹمنٹ لیٹر نہیں ہے۔ یہ تو مَیں نے آپ کو پڑھ کے سنایا ہے۔ یہ آخری دو لائنیں آپ پڑھیں۔ It is therefore requested that kindly put forward your valuable comments on the subject matter and at an early response will be appreciated. بس انہوں نے یہ لکھا ہے۔

وزیر خوراک: سر!شروع سے اگر پڑھ لیں تو یہ نوٹیفکیشن Ziarat National Park as a protected area. یہ باقاعدہ اُن کی ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! ہم اِس طرح کرتے ہیں کہ اگر مَیں for example اگر یہ جو ریونیوڈیپارٹمنٹ نے رپورٹ جمع کرائی ہے۔

وزیر خوراک: سر!مَیں ایک چیز بتادوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

وزیر خوراک: مَیں صرف اِن کاغذوں پر believe نہیں کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیرخوراک: یہ با قاعدہ نیشنل پارک 2017ء میں یہ declare ہوا ہے۔با قاعدہ اُس پر باؤنڈری نکالی گئی ہے اور وہاں با قاعدہ اُن کے ملازمین ہیں اور اُن کیلئے با قاعدہ ایک بجٹ مختص کیا گیا۔اور وہاں نیشنل پارک کے لئے ایک با قاعدہ کمیٹی بن گئی۔تو یہ ہے وہاں practically بھی ہے وہ on the ground ثابت ہے یہ۔لیکن اگر کاغذوں میں آگے پیچھے ہوا ہے۔میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اُس کو ریکارڈ پر کیوں نہیں لایا گیا؟ آخر الاٹمنٹ جو نیشنل پارک کے نام سے، چالیس ہزار ایکڑ نیشنل پارک کو ہوئی ہے، یہ اِس رپورٹ میں شامل نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا! اِس طرح ہے سیکرٹری صاحب! کل جمعہ نماز کے بعد تین بجے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور سیکرٹری فارسٹ دونوں کو طلب کریں اور آنرایبل ممبر صاحب کو بھی پابند کریں۔

وزیرخوراک: سر! اگر اجازت دیں مَیں کل اسلام آباد جا رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: نہیں پھر آپ آئیں آپ کے لئے کال کر رہے ہیں اگر آپ جائیں گے تو پھر کال۔۔۔۔

وزیرخوراک: سر! اگلے دن کے لئے مَیں کینسل کر لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی؟

میر محمد عاصم کرد گیلو(وزیر مال): سینئر ایم بی آر کراچی گئے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ کراچی گئے ہوئے ہیں۔تو جب آپ کی اسلام آباد سے واپسی ہوگی تو اُنکو طلب کرینگے۔

وزیرخوراک: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیرمال: پھر ہم نور محمد صاحب کو بٹھائیں گے جو اُنکا اعتراض وغیرہ ہے ہم کلیئر کر دیں گے۔

جناب اسپیکر: وہ اس طرح کریں گے صرف اُس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ کچھ رپورٹس اس میں جو الاٹمنٹ ہوئی ہے۔

وزیرمال: وہ ڈھونڈ لیں گے۔

جناب اسپیکر: وہ الاٹمنٹ جو ہوئی ہے وہ اس رپورٹ میں اُنہوں نے mention نہیں کی ہے کہ either اس کو intention skip کی ہوئی ہے یا پھر یہ الاٹمنٹ ہوئی ہی نہیں ہے۔

وزیرمال: جی ہاں وہ نکال لیں گے۔

جناب اسپیکر: تو پھر اِس کو next week میں رکھیں نور محمد دمڑ صاحب؟

وزیرخوراک: جی ٹھیک ہے next week میں۔

جناب اسپیکر: next week میں.ok سیکرٹری صاحب! اِسکو next week میں پھر آپ نے، جب بھی

نور محمد دمڑ صاحب available ہوں تو SMBR. اور سیکرٹری فارسٹ کو طلب کرنا ہے۔ thank you.

وزیر خوراک: شکریہ جناب اسپیکر صاحب، مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you.۔ جی صمد گورگیج صاحب کدھر ہیں؟

پرنس احمد عمر احمدزئی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی، جی پلیز جی بتائیں۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: اسپیکر صاحب! جی بہت شکریہ آج آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ ایک بہت دلخراش واقعہ ہے جس کو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ہماری دو بچیاں سریاب روڈ کلی قمبرانی میں قتل ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ کب ہوا ہے؟

پرنس احمد عمر احمدزئی: کل شام کو جی، یہ کل شام عصر کے ٹائم ہوا ہے۔ ہماری ایک بیٹی ہے بی بی میرب کے نام سے تین سال اور میری ایک بیٹی ہے بی بی یسریٰ کے نام سے پانچ سال۔

جناب اسپیکر: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

پرنس احمد عمر احمدزئی: یہ بہت عجیب سا واقعہ ہوا ہے کہ دونوں بچیوں کو قتل کیا گیا ہے اور بوریوں میں بند کر کے پھینکا گیا ہے۔ اس وقت وہ سول ہسپتال میں ہیں۔ اور ظاہری بات ہے investigation ہو رہی ہے۔ تو اس پر مَیں چاہتا ہوں کہ اسپیکر صاحب آپ فوری طور پر ایک کمیٹی بنائیں ابھی اگر آپ instruct کر لیں جس میں آپ مجھے رکھیں، اس میں ہمارے ایم پی اے علی مدد صاحب اُنکو رکھیں، اور ساتھ ہی ہماری کسی بھی بہن کو رکھیں کیوں کہ بچیوں کا معاملہ ہے۔ کیونکہ یہ کل ایک عجیب سا واقعہ ہوا ہے۔ تو اس وجہ سے مَیں بار بار اُٹھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس پر بات کروں مگر موقع نہیں ملا۔ آپ کا بڑا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ تو اِس پر kindly آپ سیکرٹری صاحب کو بولیں کہ ایک کمیٹی بنے۔ اِس کو ہم war-footing پر ذرا آئی جی صاحب کا اور ایڈیشنل ہوم سیکرٹری کا نام بھی ڈال دیں۔ کہ اس معاملے میں investigation کو ذرا تیز کروائیں۔ اور یہ معاملہ، یہ نہ ہو کہ کسی اور کی طرف چلا جائے کہ جیسے وہ بولتے ہیں جو حق دار کو کم سے کم حق ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ ممبرز کی کمیٹی بنے اور وہ آئی جی صاحب سے اس بارے میں ملیں؟

پرنس احمد عمر احمدزئی: جی آئی جی صاحب کو بھی اس کمیٹی میں رکھا جائے۔ اور اس میں آپ کا ACS Home کو بھی رکھا جائے۔

جناب اسپیکر: اچھا اِس طرح کرتے ہیں اپنا آغا صاحب! کہ مَیں اِس پر رولنگ دیتا ہوں ACS Home کو

اور IG Police کو کہ اِس پر speedy investigation کریں اور آغا عمر صاحب اور علی مدد جتک صاحب کو جو کہ وہاں کے MPAs ہیں اُن کو on-board لے کے اسکے بارے میں inivestigation کریں اور جلد سے جلد اُن کی report put up کریں۔

پرنس احمد عمر احمد زئی: اس میں صرف ہماری بہنوں میں سے ایک کا نام شامل کر دیں کسی بھی ایم پی اے کو کیونکہ بچیوں کا معاملہ ہے

جناب اسپیکر: تو آپ کے ساتھ فرح عظیم شاہ صاحبہ کو شامل کرتے ہیں؟

پرنس احمد عمر احمد زئی: جی بالکل اُن کو شامل کریں۔

جناب اسپیکر: ok. فرح عظیم شاہ صاحبہ آغا عمر صاحب اور علی مدد جتک صاحب۔

پرنس احمد عمر احمد زئی: بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اِن تینوں کو۔ thank you. یہ ایک رپورٹ، ہماری ایک فائنل رپورٹ ہے جو کہ اُس دن ہم نے صمد گورگیج صاحب! آپ کے کہنے پر اور علی مدد جتک صاحب آپ نے بھی، جو ایک قبرستان کی زمین تھی اُس پر کچھ لوگ encroach کر رہے تھے، ابھی آپ کے سامنے وہ رپورٹ پڑی ہے آپ دیکھ لیں اِس پر ڈی سی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ یہ زمین اُنہوں نے کہا ہے کہ ہم نے دونوں پارٹیوں کو بلایا ہے اور اُس میں سے مسٹر فہد صاحب ہیں کوئی complainant جنہوں نے یہ complaint کیا تھا، اُس نے اِس زمین کے باقاعدہ ڈاکومنٹس پیش کیئے ہیں اور پھر ہم نے ریونیو ریکارڈ چیک کیا ہے اُس میں Mr.Fahad is the legal owner of this piece of land. تو اس پر آپ کیا کہنا چاہیں گے اپنا صمد گورگیج صاحب؟ صمد صاحب کا مائیک آن کر دیں ۔

جناب عبدالصمد خان گورگیج (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! یہ تو detail آ گئی ہے ضرور یہ جبل نور والے معتبرین آئے تھے میرے پاس تو مَیں اِنکو اُن کے آگے پیش کروں گا کہ یہ پرائیویٹ لینڈ ہے اور وہ اگر قبرستان کے لئے مزید دینا چاہیں تو ہم اُن سے ریکوئیسٹ کر کے لے سکتے ہیں۔ بقایا کہ ہم اُن پر اگر الزام لگائیں کہ وہ قبضہ کر رہے ہیں۔ تو یہ رپورٹ ہمارے پاس آ گئی ہے۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کریں کہ اُن کی ایک میٹنگ بلائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: سر! ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: اُن کے سامنے یہ رپورٹ پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: کہ یہ ریونیو ریکارڈ کے مطابق ڈپٹی کمشنر کوئٹہ کی رپورٹ کے مطابق یہ جو شخص اس زمین کا قانونی طور پر مالک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: اگر مزید اس میں کوئی problem آتی ہے کوئی encroach کرتا ہے تو پھر آپ دوبارہ پھر اُس رپورٹ کی روشنی میں سیکرٹری صاحب کو رپورٹ دیں۔اور ہم اِس پر accordingly انشاءاللہ عمل کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی: ضرور جناب۔ thank you sir.

جناب اسپیکر: thank you. آپ جملہ اراکین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی جانب سے موصول شدہ annual report 2024 آپ کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: اب مَیں گورنر بلوچستان کا حکمنامہ پڑھ کے سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973, the Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of business, the on going Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 31st July, 2025.

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 05 بجکر 40 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆